... تیرے رسول کا ۔ یارب کلام کو صدقہ قبول کا

الحمد للہ والمنۃ

کہ جلوۂ فصاحت گلہائے نعت بادِ مدح و ثنا شانِ رسالت و ایمانِ اہلِ محبت

یعنی

ذوقِ نعت

۱۳۲۶

معروف بہ

صلۂ آخرت

۱۳۲۶

مصنفہ

تاج دہان ثنا خوانِ رسولِ اکرم مولانا حسن رضا خاں صاحب حسن

رحمۃ اللہ علیہ

جس کو حضرت مولانا ابوالبرکات علامہ سید احمد صاحب دامت برکاتہم مہتمم حزب الاحناف لاہور نے شائع فرمایا۔

CHECKED 1965

ہے پاک رتبہ فکر سے اُس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا

شہ رگ سے کیوں وصال ہے آنکھوں سے کیوں حجاب
کیا کام اس جگہ خردِ ہرزہ تاز کا

لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے
اللہ رے جگر ترے آگاہ راز کا

غش آ گیا کلیم سے مشتاقِ دید کو
جلوہ بھی بے نیاز ہے اُس بے نیاز کا

ہر شے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں
عالم سب آئینوں میں ہے آئینہ ساز کا

افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

اس بیکسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی
شُہرہ سنا جو رحمتِ بیکس نواز کا

مانندِ شمع تیری طرف لو لگی رہے
دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

بندہ پہ تیرے نفسِ لعیں ہو گیا محیط
اللہ کر علاج مری حرص و آز کا

کیونکر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسن
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

فکر اسفل ہے مری مرتبہ اعلیٰ تیرا
وصف کیا خاک لکھے خاک کا پتلا تیرا

طور ہی پر نہیں موقوف اُجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

ہر جگہ ذکر ہے اے واحد و یکتا تیرا
کونسی بزم میں روشن نہیں اِکّا تیرا

پھر نمایاں جو سرِ طور ہو جلوہ تیرا
آگ لینے کو چلے عاشقِ شیدا تیرا

خیرہ کرتا ہے نگاہوں کو اُجالا تیرا
کیجیے کونسی آنکھوں سے نظارا تیرا

جلوۂ یار نرالا ہے یہ پردہ تیرا
کہ گلے ملکے بھی کھلتا نہیں ملنا تیرا

کیا خبر ہے کہ علی العرش کے معنی کیا ہیں
کہ ہے عاشق کی طرح عرش بھی جویا تیرا

ارنی گوئے سرِ طور سے پوچھے کوئی
کس طرح غش میں گراتا ہے تجلّے تیرا

پار اترتا ہے کوئی غرق کوئی ہوتا ہے
کہیں پایاب کہیں جوش میں دریا تیرا

باغ میں پھول ہوا شمع بنا محفل میں
جوشِ نیرنگ در آغوش ہے جلوہ تیرا

نئے انداز کی خلوت ہے یہ اے پردہ نشیں
آنکھیں مشتاق ہیں دل میں ہے جلوہ تیرا

شہ نشیں ٹوٹے ہوئے دل کو بنایا اُس نے
آہ اے دیدۂ مشتاق یہ لکھا تیرا

سات پردوں میں نظر اور نظر میں عالم
کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ معمّا تیرا

طور کا ڈھیر ہوا عشق میں پیچھے مجھ سے
کیوں نہ ہو یار کہ جلوہ ہے یہ جلوہ تیرا

چار اضداد کی کس طرح گرہ باندھی ہے
ناخنِ عقل سے کھلتا نہیں عقدہ تیرا

دشت ایمن میں مجھے خاک نظر آئیگا
مجھ میں ہو کر نظر آتا نہیں جلوہ تیرا

ہر سحر نغمۂ مرغانِ نوا سنج کا شور
گوش سنتا ہے ترے [illegible] تیرا

وحشیِ عشق سے کھلتا ہے ترے پردۂ یار
کچھ نہ کچھ ہو کے گریباں سے ہے رشتہ تیرا

سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے ملا کرتا ہے
آپ کو کھو کے تجھے پائے گا [illegible] جویا تیرا

ہیں ترے نام سے آبادی و صحرا آباد
شہر میں ذکر ترا دشت میں چرچا تیرا

برقِ دیدار ہی نے تو یہ قیامت توڑی
سب سے ہے اور کسی سے نہیں پردہ تیرا

آئیں حشر سے اک عید ہے مشتاقوں کو
اسی پردہ میں تو ہے جلوۂ زیبا تیرا

سارے عالم کو تو مشتاقِ تجلّی پایا
پوچھنے جائیے اب کس سے ٹھکانا تیرا

طور پر جلوہ دکھایا ہے تمنائی کو
کون کہتا ہے کہ لیتوں سے ہے پردہ تیرا

کام دیتی ہیں یہاں دیکھیے کس کی آنکھیں
دیکھنے کو تو ہے مشتاق زمانہ تیرا

میکدہ میں ہے ترا نام تو اذاں مسجد میں
وصف ہوتا ہے نئے رنگ سے ہر جا تیرا

چاک ہو جائیں گے دل جیب و گریباں کس کے
دے نہ چھپنے کی جگہ راز کو پردہ تیرا

بیٹھا مفلس و محتاج و گدا کون کہیں
صاحبِ جود و کرم وصف ہے کس کا تیرا

آفریں اہلِ محبت کے دلوں کو اے دوست
ایک کوزے میں لیے بیٹھے ہیں دریا تیرا

اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں ہے بس
تو مرا مالک تو ہے میں بندہ تیرا

انگلیاں کانوں میں دے دے کے سنا کرتے ہیں
خلوتِ دل میں عجب شور ہے برپا تیرا

اب جاتا ہے حسنؔ اس کی گلی میں بستر
خوبرویوں کا ہے محبوب ہے پیارا تیرا

نعت شریف

جن و انسان و ملک کو ہے بھروسا تیرا
سرورا مرجعِ کل ہے درِ والا تیرا

واہ اے عطرِ خدا ساز مہکنا تیرا
خوبرو ملتے ہیں کپڑوں میں پسینا تیرا

دہر میں آٹھ پہر بٹتا ہے باڑہ تیرا
وقف ہے مانگنے والوں پہ خزانہ تیرا

لامکاں میں نظر آتا ہے اجالا تیرا
دور پہنچایا ترے حسن نے شہرہ تیرا

جلوۂ یار ادھر بھی کوئی پھیرا تیرا
حسرتیں آٹھ پہر تکتی ہیں رستا تیرا

یہ نہیں ہے کہ فقط ہے یہ مدینہ تیرا
تو ہے مختارِ دو عالم یہ ہے قبضہ تیرا

کیا کہے وصف کوئی دشتِ مدینہ تیرا
پھول کی جانِ نزاکت میں ہے کانٹا تیرا

کس کے دامن میں چھپے کس کے قدم پہ لوٹے
تیرا سگ جائے کہاں چھوڑ کے ٹکڑا تیرا

خسروِ کون و مکاں اور تواضع ایسی
ہاتھ تکیہ ترا خاک بچھونا تیرا

خوبرویانِ جہاں تجھ پہ فدا ہوتے ہیں
وہ ہے اے ماہِ عرب حسنِ دل آرا تیرا

دشتِ پرہول میں گھیرا ہے درندوں نے مجھے
اے مرے خضر ادھر بھی کوئی پھیرا تیرا

بادشاہانِ جہاں بہرِ گدائی آئیں
دینے پر آئے اگر ملنے والا تیرا

دشمن و دوست کو منہ پر ہے کشادہ یکساں
روئے آئینہ ہے مولیٰ [illegible] تیرا

پاؤں مجروح ہیں منزل ہے کڑی بوجھ بہت
آہ اگر ایسے میں پایا نہ سہارا تیرا

نیک اچھے ہیں کہ اعمال ہیں ان کے اچھے
ہم بدوں کے لئے کافی ہے بھروسا تیرا

آفتوں میں ہے گرفتار غلامِ عجمی
اے عرب والے اِدھر بھی کوئی پھیرا تیرا

اونچے اونچوں کو ترے سامنے ساجد پایا
کس طرح سمجھے کوئی رتبۂ اعلےٰ تیرا

خارِ صحرائے نبی پاؤں سے کیا کام تجھے
آ مری جان مرے دل میں ہے رستا تیرا

کیوں نہ ہو ناز مجھے اپنے مقدر پہ کہ ہوں
سگ ترا بندہ ترا مانگنے والا تیرا

اچھے اچھے ہیں ترے در کی گدائی کرتے
اونچے اونچوں میں بٹا کرتا ہے صدقا تیرا

بھیک بے مانگے فقیروں کو جہاں ملتی ہو
دونوں عالم میں وہ دروازہ ہے کس کا تیرا

کیوں تمنا مری مایوس ہو اے ابرِ کرم
سوکھے دھانوں کا مددگار ہے چھینٹا تیرا

ہائے پھر خندۂ بیجا مرے لب پر آیا
ہائے پھر بھول گیا راتوں کا رونا تیرا

حشر کی پیاس سے کیا خوف گنہگاروں کو
تشنہ کاموں کا خریدار ہے دریا تیرا

سوزنِ گم شدہ ملتی ہے تبسم سے ترے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

صدقے تجھ میں یہاں تک تو جگہ پائی ہے
کہہ نہیں سکتے اُلش کو بھی تو جھوٹا تیرا

خاص بندوں کے تصدق میں رہائی پائے
آخر اس کام کا تو ہے یہ نکما تیرا

بندِ غم کاٹ دیا کرتے ہیں تیرے ابرو
پھیر دیتا ہے بلاؤں کو اشارا تیرا

حشر کے روز ہنسائے گا خطاکاروں کو
میرے غمخوار دلِ شب میں یہ رونا تیرا

عملِ نیک کہاں نامۂ بدکاراں میں
ہے غلاموں کو بھروسا مرے آقا تیرا

بہرِ دیدار جھک آئے ہیں زمیں پر تارے
واہ اے جلوۂ دلدار چمکنا تیرا

اونچی ہو کر نظر آتی ہے ہر اک شے چھوٹی
جا کے خورشید بنا چرخ پہ ذرہ تیرا

اے مدینہ کی ہوا دل مرا افسردہ ہے
سوکھی کلیوں کو کھلا جاتا ہے جھونکا تیرا

میرے آقا ہیں وہ ابرِ کرم سوزِ الم ۔
ایک چھینٹے کا بھی ہوگا نہ یہ دھرا تیرا

اب حسن منقبتِ خواجۂ اجمیر سنا
طبع پر جوش ہے رکتا نہیں خامہ تیرا

منقبت حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلےٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

ہے سرجوش درآغوش ہر شیشہ تیرا
بیخودی چھائے نہ کیوں پی کے پیالا تیرا

خفتگانِ شبِ غفلت کو جگا دیتا ہے
سالہا سال وہ راتوں کا نہ سونا تیرا

ہے تری ذات عجب بحرِ حقیقت پیارے
کسی تیراک نے پایا نہ کنارا تیرا

جو رہا ملنے عالم سے اسے کیا مطلب
خاک میں مل نہیں سکتا کبھی ذرہ تیرا

کس قدر جوشِ تحیر کے عیاں ہیں آثار
نظر آیا مگر آئینہ کو تلوا تیرا

گلشن ہند ہے شاداب کلیجے ٹھنڈے
واہ اے ابرِ کرم زور برسنا تیرا

کیا مہک ہے کہ معطر ہے دماغِ عالم
تختۂ گلشنِ فردوس ہے روضہ تیرا

تیرے ذرہ پہ معاصی کی گھٹا چھائی ہے
اس طرف بھی کبھی اے مہر ہو جلوہ تیرا

تجھ میں ہیں تربیتِ خضر کے پیدا آثار
بحر و بر میں ہمیں ملتا ہے سہارا تیرا

پھر مجھے اپنا درِ پاک دکھا دے پیارے
آنکھیں پُر نور ہوں پھر دیکھ کے جلوہ تیرا

ظلِ حق غوث پہ ہے غوث کا سایہ تجھ پر
سایہ گستر سرِ خدام پہ سایہ تیرا

تجھ کو بغداد سے حاصل ہوئی وہ شانِ رفیع
دنگ رہ جاتے ہیں سب دیکھ کر رتبہ تیرا

کیوں نہ بغداد میں جاری ہو ترا چشمۂ فیض
بحرِ بغداد ہی کی نہر ہے دریا تیرا

کرسی ڈالی تری تختِ شہِ جیلاں کے حضور
کتنا اونچا کیا اللہ نے پایا تیرا

رشک ہوتا ہے غلاموں کو کہیں آقا سے
کیوں کہوں رشک دہ بدر ہے تلوا تیرا

بشر افضل ہیں ملک سے تری یوں مدح کروں
نہ ملک خاص بشر کرتے ہیں مجرا تیرا

جب سے تو نے قدمِ غوث لیا ہے سر پر
اولیا سر پہ قدم لیتے ہیں شاہا تیرا

محی دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدین ہے
اے حسن کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

نعت شریف

آسماں گر ترے تلووں کا نظارا کرتا -
روز اک چاند تصدق میں اُتارا کرتا

طوفِ روضہ ہی پہ چکرائے تھے کچھ نا واقف
میں تو آپے میں نہ تھا اور جو سجدہ کرتا

صرصرِ دشتِ مدینہ جو کرم فرماتی -
کیوں میں افسردگیٔ بخت کی پروا کرتا

چھپ گیا چاند نہ آئی ترے دیدار کی تاب
اور اگر سامنے رہتا بھی تو سجدہ کرتا

یہ وہی ہیں کہ گرہ آپ اور ان پر چھلیے
الٹی باتوں پہ کہو کون نہ سیدھا کرتا

ہم سے ذروں کی تو تقدیر ہی چمکا جاتا
مہر فرما کے وہ جس راہ سے نکلا کرتا

دھوم ذروں میں انا الشمس کی پڑ جاتی ہے
جس طرف سے ہے گزر چاند ہمارا کرتا

آہ کیا خوب تھا گر حاضرِ در ہوتا میں
ان کے سایہ کے تلے چین سے سویا کرتا

شوق و آداب بہم گرمِ کشاکش رہتے
عشق گم کردہ تواں عقل سے الجھا کرتا

آنکھ اٹھتی تو میں جھنجھلا کے پلک سی لیتا
دل بگڑتا تو میں گھبرا کے سنبھالا کرتا

بیخودانہ کبھی سجدہ میں سوئے در گرتا
جانبِ قبلہ کبھی چونک کے پلٹا کرتا

بام تک دل کو کبھی بالِ کبوتر دیتا
خاک پر گر کے کبھی ہائے خدایا کرتا

گاہ مرہم نہیِ زخمِ جگر میں رہتا
گاہ نشتر زنیِ خونِ تمنا کرتا

ہمرہِ مہر کبھی گردِ حظیرہ پھرتا
سایہ کے ساتھ کبھی خاک پہ لوٹا کرتا

صحبتِ داغِ جگر سے کبھی جی بہلاتا
الفتِ دست و گریباں کا تماشا کرتا

دلِ حیراں کو کبھی ذوقِ تپش پر لاتا
تپشِ دل کو کبھی حوصلہ فرسا کرتا

کبھی خود اپنے تحیر پہ میں حیراں رہتا
کبھی خود اپنے سمجھنے کو نہ سمجھا کرتا

کبھی کہتا کہ یہ کیا بزم ہے کیسی ہے بہار
کبھی اندازِ تجاہل سے میں توبہ کرتا

کبھی کہتا کہ یہ کیا جوشِ جنوں ہے ظالم
کبھی پھر گر کے تڑپنے کی تمنا کرتا

ستھری ستھری وہ فضا دیکھ کے میں غرقِ گناہ
اپنی آنکھوں میں خود اس بزم میں کھٹکا کرتا

کبھی رحمت کے تصور میں ہنسی آجاتی
پاسِ آداب کبھی ہونٹوں کو بخیہ کرتا

دل اگر رنجِ معاصی سے بگڑنے لگتا
عفو کا ذکر سنا کر میں سنبھالا کرتا

یہ مزے خوبیِ قسمت سے جو پائے ہوتے
سخت دیوانہ تھا گر خلد کی پروا کرتا

موت اس دن کو جو پھر نامِ وطن کا لیتا
خاک اس سر پہ جو اس در سے کنارہ کرتا

اے حسنؔ قصدِ مدینہ نہیں روتا ہے یہی
اور میں آپ سے کس بات کا شکوہ کرتا

عاصیوں کو در تمہارا مل گیا
بے ٹھکانوں کو ٹھکانا مل گیا

فضلِ ربّ سے پھر کمی کس بات کی / مل گیا سب کچھ جو طیبہ مل گیا
کشفِ رازِ مَن رآنی یوں ہوا / تم ملے تو حق تعالیٰ مل گیا
بیخودی ہے باعثِ کشفِ حجاب / مل گیا ملنے کا رستہ مل گیا
اُن کے در نے سب سے مستغنی کیا / بے طلب بے خواہش اِتنا مل گیا
ناخدائی کے لئے آئے حضور / ڈوبتو نکلو سہارا مل گیا
دونوں عالم سے مجھے کیوں کھو دیا / نفسِ خود مطلب تجھے کیا مل گیا
آنکھیں پُرنم ہوگئیں سر جھک گئے / جب ترا نقشِ کفِ پا مل گیا
خُلد کیسا کیا چمن کس کا وطن / مجھ کو صحرائے مدینہ مل گیا
ہے محبت کس قدر نامِ خدا / نامِ حق سے نام والا مل گیا
اُن کے طالب نے جو چاہا پا لیا / اُن کے سائل نے جو مانگا مل گیا
تیرے در کے ٹکڑے ہیں اور میں غریب / مجھ کو روزی کا ٹھکانا مل گیا

اے حسنؔ فردوس میں جائیں جناب
ہم کو صحرائے مدینہ مل گیا

دِل مرا دُنیا پہ شیدا ہو گیا / اے مرے اللہ یہ کیا ہو گیا
کچھ مرے بچنے کی صورت کیجئے / اب تو جو ہونا تھا مولےٰ ہو گیا
عیب پوشِ خلق دامن سے ترے / سب گنہگاروں کا پردہ ہو گیا
رکھ دیا جب اُس نے پتھر پر قدم / صاف اِک آئینہ پیدا ہو گیا
دُور ہو مجھ سے جو اُن سے دُور ہے / اُس پہ میں صدقے جو اُن کا ہو گیا
گرمیِ بازار مولےٰ بڑھ چلی / نرخِ رحمت خوب سستا ہو گیا
دیکھ کر اُن کا فروغِ حُسنِ پا / مہر ذرّہ چاند تارا ہو گیا
رَبِّ سَلِّمْ وہ ادھر کہنے لگے / اِس طرف پار اپنا بیڑا ہو گیا
اُن کے جلووں میں ہیں یہ دلچسپیاں / جو وہاں پہنچا وہیں کا ہو گیا
تیرے ٹکڑوں سے پلے دونوں جہاں / سب کا اس در سے گزارا ہو گیا
السلام اے ساکنانِ کوئے دوست / ہم بھی آتے ہیں جو ایسا ہو گیا
اُن کے صدقے میں عذابوں سے چھٹے / کام اپنا نام اُن کا ہو گیا

سر وہی جو اُن کے قدموں سے لگا
دل وہی جو اُن پہ شیدا ہو گیا

حُسنِ یوسف پر زلیخا مٹ گئیں
آپ پر اللہ پیارا ہو گیا

اُسکو شیروں پر شرف حاصل ہُوا
آپ کے در کا جو کُتّا ہو گیا

زاہدوں کی خُلد پر کیا دھوم تھی
کوئی جانے گھر یہ اُن کا ہو گیا

غل اُٹھا کہ عاصیوں کے آئے جب
چھٹ گئی سب بھیڑ رستا ہو گیا

جا پڑا جو دشتِ طیبہ میں حسنؔ
گلشنِ جنت گھر اُس کا ہو گیا

کہوں کیا حال زاہد وادیِ طیبہ کی نزہت کا
کہ ہے خُلدِ بریں چھوٹا سا ٹکڑا میری جنت کا

تعالےٰ اللہ شوکت تیرے نامِ پاک کی آقا
کہ اب تک عرشِ اعلےٰ کو ہے سکتہ تیری ہیبت کا

وکیل اپنا کیا ہے احمدِ مختار کو میں نے
نہ کیونکر پھر رہائی میری منشا ہو عدالت کا

بُلاتے ہیں اُسی کو جس کی بگڑی وہ بناتے ہیں
کمر بندھنا دیارِ طیبہ کو کھلنا ہے قسمت کا

کھُلیں اِسلام کی آنکھیں ہُوا سارا جہاں روشن
عرب کے چاند صدقے کیا ہی کہنا تیری طلعت کا

نہ کر رسوائے محشر واسطہ محبوب کا یا رب
یہ مجرم دُور سے آیا ہے سن کر نام رحمت کا

مُرادیں مانگنے سے پہلے ملتی ہیں مدینے میں
ہجومِ جود نے روکا ہے بڑھنا دستِ حاجت کا

شبِ اسریٰ ترے جلووں نے کچھ ایسا سماں باندھا
کہ اب تک عرشِ اعظم منتظر ہے تیری رخصت کا

یہاں کے ڈوبتے دم میں اُدھر جا کر اُبھرتے ہیں
کنارا ایک ہے بحرِ ندامت بحرِ رحمت کا

غنی ہے دل بھرا ہے نعمتِ کونین سے دامن
گدا ہوں میں فقیرِ آستانِ خود بدولت کا

طوافِ روضۂ مولےٰ پہ ناواقف بگڑتے ہیں
عقیدہ اور ہی کچھ ہے ادب دانِ محبت کا

خزانِ غم سے رکھنا دُور مجھ کو اُس کے صدقے میں
جو گل اے باغباں ہے عطر تیرے باغِ صنعت کا

الٰہی بعد مُردن پردہائے حائل اُٹھ جائیں
اُجالا میرے مرقد میں ہو اُن کی شمعِ تربت کا

سُنا ہے روزِ محشر آپ ہی کا مُنہ تکیں گے سب
یہاں پُورا ہوا مطلب دلِ مشتاقِ رؤیت کا

وجودِ پاک باعث خلقتِ مخلوق کا ٹھیرا
تمہاری شانِ وحدت سے ہُوا اظہار کثرت کا

ہمیں بھی یاد رکھنا ساکنانِ کوچۂ جاناں
سلامِ شوق پہنچے بیکسانِ دشتِ غربت کا

حسنؔ سرکارِ طیبہ کا عجب دربارِ عالی ہے
درِ دولت پہ اِک میلا لگا ہے اہلِ حاجت کا

تصور لطف دیتا ہے دہانِ پاکِ سرور کا
بھر آتا ہے پانی میرے منہ میں حوضِ کوثر کا

جو کچھ بھی وصف ہو اُن کے جمالِ ذرہ پرور کا
مرے دیوان کا مطلع ہو مطلع مہرِ محشر کا

مجھے بھی دیکھنا ہے حوصلہ خورشیدِ محشر کا
لئے جاؤنگا چھوٹا سا کوئی ذرہ ترے در کا

جو اک گوشہ چمک جائے تمہارے ذرۂ در کا
ابھی منہ دیکھتا رہ جائے آئینہ سکندر کا

اگر جلوہ نظر آئے کفِ پائے منور کا
ذرا سا منہ نکل آئے ابھی خورشیدِ محشر کا

اگر دم بھر تصور کیجئے شانِ پیمبر کا
زباں پر شور ہو بے ساختہ اللہ اکبر کا

اُجالا طور کا دیکھیں جمالِ جانفزا دیکھیں
کلیم آکر اُٹھا دیکھیں ذرا پردہ ترے در کا

وہ عالم میہماں تو میزباں خوانِ کرم جاری
اِدھر بھی کوئی ٹکڑا میں بھی کتا ہوں ترے در کا

نہ کھر بیٹھے ملے جوہر صفا و خاکساری کے
مرید ذرۂ طیبہ ہے آئینہ سکندر کا

اگر اُس خندۂ دندان نما کا وصف موزوں ہو
ابھی لہرا چلے بحرِ سخن سے چشمہ گوہر کا

ترے دامن کا سایہ اور دامن کتنے پیارے ہیں
وہ سایہ دشتِ محشر کا یہ حامی دیدۂ تر کا

تمہارے کوچہ و مرقد کے زائر کو میسر ہے
نظارہ باغِ جنت کا تماشا عرشِ اکبر کا

گنہگارانِ اُمت اُن کے دامن پر مچلتے ہوں
الٰہی چاک ہو جس دم گریباں صبحِ محشر کا

ملائک جن و انساں سب اسی در کے سلامی ہیں
دو عالم میں ہے اک شہرہ مرے محتاج پرور کا

الٰہی تشنہ کامِ ہجر دیکھے دشتِ محشر میں
برسنا ابرِ رحمت کا چھلکنا حوضِ کوثر کا

زیارت میں کروں اور وہ شفاعت میری فرمائیں
مجھے ہنگامۂ عیدیت یا رب دن ہو محشر کا

نصیبِ دوستاں اُن کی گلی میں گر سکونت ہو
مجھے ہو مغفرت کا سلسلہ ہر تارِ بستر کا

وہ گریہ اُستنِ حنانہ کا آنکھوں میں پھرتا ہے
حضوری نے بڑھایا تھا جو پایہ اوجِ منبر کا

ہمیشہ رہروانِ طیبہ کے زیرِ قدم آئے
الٰہی کچھ تو ہو اعزاز میرے کاسۂ سر کا

سہارا کچھ نہ کچھ رکھتا ہے ہر فردِ بشر اپنا
کسی کو نیک کاموں کا حسن کو اپنے یاور کا

مجرمِ ہیبت زدہ جب فردِ عصیاں لے چلا
لطفِ شہ تسکین دیتا پیشِ یزداں لے چلا

دل کے آئینہ میں جو تصویرِ جاناں لے چلا
محفلِ جنت کی آرائش کا ساماں لے چلا

رہروِ جنت کو طیبہ کا بیاباں لے چلا
دامنِ دل کھینچتا خارِ مغیلاں لے چلا

گل نہ ہو جائے چراغ زینت گلشن کہیں
اپنے سر میں کیں ہوائے وحشت جاناں لے چلا

روئے عالمتاب نے بانٹا جو باڑا نور کا
ماہ نو کشتی میں پیالا مہر تاباں لے چلا

گو نہیں رکھتے زمانہ کی وہ دولت اپنے پاس
پر زمانہ نعمتوں سے بھر کے داماں لے چلا

تیری ہیبت سے ملا تاج سلاطیں خاک میں
تیری رحمت سے گدا تخت سلیماں لے چلا

ایسی شوکت پر کہ اڑتا ہے پھریرا عرش پر
جس گدا نے آرزو کی اس کو مہماں لے چلا

دبدبہ کس سے بیاں ہو ان کے نام پاک کا
شیر کے منہ سے سلامت جان سلماں لے چلا

صدقے اس رحمت کے ان کو روز محشر ہر طرف
نا شکیبا شور فریاد اسیراں لے چلا

ساز و سامان گدائے کوئے سرور کیا کہوں
اس کا منگتا سروری کے ساز و ساماں لے چلا

دو قدم بھی چل نہ سکتے ہم سر شمشیر تیز
ہاتھ پکڑے رب سلم کا نگہباں لے چلا

دستگیر خستہ حالاں دستگیری کیجیے
پاؤں میں رعشہ ہے سر پر بار عصیاں لے چلا

وقت آخر ناامیدی میں وہ صورت دیکھ کر
دل شکستہ دل کے ہر پارہ میں قرآں لے چلا

قیدیوں کی جنبش ابرو سے بیڑی کاٹ دو
ورنہ جرموں کا تسلسل سوئے زنداں لے چلا

روز محشر شاد ہوں عاصی کہ پیش کبریا
رحم ان کو امتی گویاں و گریاں لے چلا

شکل شبنم راتوں کا رونا ترا ابر کرم
صبح محشر صورت گل ہم کو خنداں لے چلا

کشتگان ناز کی قسمت کے صدقے جائیے
ان کو مقتل میں تماشائے شہیداں لے چلا

اختر اسلام چمکا کفر کی ظلمت چھٹی
بدر میں جب وہ ہلال تیغ براں لے چلا

بزم خوباں کو خدا نے پہلے دی آرائشیں
پھر مرے دولہا کو سوئے بزم خوباں لے چلا

اللہ اللہ صرصر طیبہ کی رنگ آمیزیاں
ہر بگولا نزہت سرو گلستاں لے چلا

غمزدوں کو جب شفاعت نے کیا اسپ سوار
عقدہ جو شیری ہنستا تا پیش یزداں لے چلا

قطرہ قطرہ ان کے گھر سے بحر عرفاں ہو گیا
ذرہ ذرہ ان کے در سے مہر تاباں لے چلا

صبح محشر ہر ادائے عارض روشن میں وہ
شمع نور افشاں سے پہلے شام غریباں لے چلا

شافع روز قیامت کا ہوں ادنیٰ امتی
پھر حسن کیا غم اگر میں بار عصیاں لے چلا

قبلہ کا بھی کعبہ رخ نیکو نظر آیا
کعبہ کا بھی قبلہ خم ابرو نظر آیا

محشر میں کسی نے بھی مری بات نہ پوچھی
حامی نظر آیا تو بس اک تو نظر آیا

پھر بندِ کشاکش میں گرفتار نہ دیکھے
جب معجزۂ جنبشِ ابرو نظر آیا

اس دل کے فدا جو ہے تری دید کا طالب
ان آنکھوں کے قرباں جنہیں تو نظر آیا

سلطان و گدا سب ہیں ترے در کے بھکاری
ہر ہاتھ میں دروازہ کا بازو نظر آیا

سجدہ کو جھکا جائے حرم میں کعبہ
جب قبلۂ کونین کا ابرو نظر آیا

بازارِ قیامت میں جنہیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا خریدار ہمیں تو نظر آیا

محشر میں گنہگار کا پلہ ہوا بھاری
پلہ پہ جو وہ قرب ترازو نظر آیا

یا دیکھنے والا تھا ترا یا ترا جویا
جو ہم کو خدا بیں و خدا جو نظر آیا

شل ہاتھ سلاطین کے اٹھے بہر گدائی
دروازہ ترا قوت بازو نظر آیا

یوسف سے حسیں اور تمنائے نظارہ
عالم میں نہ تجھ سا کوئی خوش رو نظر آیا

فریاد غریباں سے ہے محشر میں وہ بیچین
کوثر پہ تھا یا قرب ترازو نظر آیا

تکلیف اٹھا کر بھی دعا مانگی عدو کی
خوش خلق نہ ایسا کوئی خوشخو نظر آیا

ظاہر ہیں حسن احمد مختار کے معنے
کونین پہ سرکار کا قابو نظر آیا

ایسا تجھے خالق نے طرحدار بنایا
یوسف کو ترا طالب دیدار بنایا

طلعت سے زمانہ کو پر انوار بنایا
نکہت سے گلی کوچوں کو گلزار بنایا

دیواروں کو آئینہ بناتے ہیں وہ جلوے
آئینوں کو جن جلووں نے دیوار بنایا

وہ جنس کیا جس نے جسے کوئی نہ پوچھے
اس نے ہی مرا تجھ کو خریدار بنایا

اے نظمِ رسالت کے چمکتے ہوئے مقطع
تو نے ہی اسے مطلعِ انوار بنایا

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا

اللہ کی رحمت ہے کہ ایسے کی یہ قسمت
عاصی کا تمہیں حامی و غمخوار بنایا

آئینۂ ذاتِ احدی آپ ہی ٹھہرے
وہ حسن دیا ایسا طرحدار بنایا

انوارِ تجلی سے وہ کچھ حیرتیں چھائیں
سب آئینوں کو پشت بدیوار بنایا

عالم کے سلاطین بھکاری ہیں بھکاری
سرکار بنایا تمہیں سرکار بنایا

گلزار کو آئینہ کیا منہ کی چمک نے
آئینہ کو رخسار نے گلزار بنایا

یہ لذتِ پابوس کہ پتھر نے جگر میں
نقشِ قدمِ سیدِ ابرار بنایا

خدام تو بندے ہیں ترے خلقِ حسن نے
پیاسے تجھے بدخواہ کا غمخوار بنایا

بے پردہ وہ جب خاک نشینوں میں نکل آئے
ہر ذرہ کو خورشیدِ پُر انوار بنایا

اے ماہِ عرب مہرِ عجم میں ترے صدقے
ظلمت نے مرے دن کو شبِ تار بنایا

للہ کرم میرے بھی ویرانۂ دل پر
صحرا کو ترے حسن نے گلزار بنایا

اللہ تعالیٰ بھی ہوا اس کا طرفدار
سرکار تمہیں جس کا طرفدار بنایا

گلزارِ جناں تیرے لئے حق نے بنائے
اپنے لئے تیرا گلِ رخسار بنایا

بے یار و مددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا

ہر بات بداعمالیوں سے میں نے بگاڑی
اور تم نے مری بگڑی کو ہر بار بنایا

اس جلوۂ رنگیں کا تصدق تھا وہ جس نے
فردوس کے ہر تختہ کو گلزار بنایا

ان کے دُرِ دنداں کا وہ صدقہ تھا کہ جس نے
ہر قطرۂ نیساں کو دُرِ شہوار بنایا

اس روحِ مجسم کے تبرک نے مسیحا
جاں بخش تمہیں یوں دمِ گفتار بنایا

اس چہرۂ پُر نور کی وہ بھیک تھی جس نے
مہر و مہ و انجم کو پُر انوار بنایا

ان ہاتھوں کا جلوہ تھا یہ اے حضرتِ موسیٰ
جس نے یدِ بیضا کو ضیا بار بنایا

انکے لبِ رنگیں کی نچھاور تھی وہ جس نے
پتھر میں حسنِ لعل پُر انوار بنایا

تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہوگا
ہمارا بگڑا ہوا کام بن گیا ہوگا

گناہگار پہ جب لطف آپ کا ہوگا
کیا بغیر کیا بے کیا کیا ہوگا

خدا کا لطف ہوا ہوگا دستگیر ضرور
جو گرتے گرتے ترا نام لے لیا ہوگا

دکھائی جائیگی محشر میں شانِ محبوبی
ق
کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہوگا

خدائے پاک کی چاہینگے اگلے پچھلے خوشی
خدائے پاک خوشی ان کی چاہتا ہوگا

کسی کے پاؤں کی بیڑی یہ کاٹتے ہونگے
کوئی اسیرِ غم ان کو پکارتا ہوگا

کسی طرف سے صدا آئیگی حضور آؤ
نہیں تو دم میں غریبوں کا فیصلہ ہوگا

کسی کے پلہ پہ یہ ہونگے وقتِ وزنِ عمل
کوئی امید سے منہ ان کا تک رہا ہوگا

کوئی کہیگا دہائی ہے یا رسول اللہ
تو کوئی تھام کے دامن مچل گیا ہوگا

کسی کو لیکے چلیں گے فرشتے سوئے جحیم
وہ ان کا رستہ پھر پھر کے دیکھتا ہوگا

شکستہ پا ہوں مرے حال کی خبر کر دو
کوئی کسی سے یہ رو رو کے کہہ رہا ہوگا

خدا کے واسطے جلد اُن سے عرضِ حال کرو
کسے خبر ہے کہ دم بھر میں ہائے کیا ہوگا

پکڑ کے ہاتھ کوئی حالِ دل سنائیگا
تو رو کے قدموں سے کوئی لپٹ گیا ہوگا

زبان سوکھی دکھا کر کوئی لبِ کوثر
جنابِ پاک کے قدموں پہ گر گیا ہوگا

نشانِ خسروِ دیں دور کے غلاموں کو
لوائے حمد کا پرچم بتا رہا ہوگا

کوئی قریبِ ترازو کوئی لبِ کوثر
کوئی صراط پر انکو پکارتا ہوگا

یہ بے قرار کرے گی صدا غریبوں کی
مقدس آنکھوں سے تار اشک کا بندھا ہوگا

وہ پاک دل کہ نہیں جس کو اپنا اندیشہ
ہجومِ فکر و تردد میں گھر گیا ہوگا

ہزار جان فدا نرم نرم پاؤں سے
پکار سن کے اسیروں کی دوڑتا ہوگا

عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے
خدا گواہ یہی حال آپ کا ہوگا۔

خدائی بھر اِنہیں ہاتھوں کو دیکھتی ہوگی
زمانہ بھر انہیں قدموں پہ لوٹتا ہوگا

بنی ہے دم پہ دہائی ہے تاج والے کی
یہ غل یہ شور یہ ہنگامہ جا بجا ہوگا

مقام فاصلوں پر کام مختلف اتنے
وہ دن ظہورِ کمالِ حضور کا ہوگا

کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوا اِلٰی غَیْرِی
مرے حضور کے لب پر اَنَا لَهَا ہوگا

دعائے امتِ بدکار وردِ لب ہوگی
خدا کے سامنے سجدہ میں سر جھکا ہوگا

غلام اُن کی عنایت سے چین میں ہونگے
عدو حضور کا آفت میں مبتلا ہوگا

میں انکے در کا بھکاری ہوں فضلِ حق سے حسن
حسن غلام کا جنت میں بسترا ہوگا

یہ اکرام ہے مصطفٰے پر خدا کا
کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفٰے کا

یہ بیٹھا ہے سکہ تمہاری عطا کا
کبھی ہاتھ اٹھنے نہ پایا گدا کا

چمکتا ہوا چاند ثور و حرا کا
اُجالا ہوا برجِ عرشِ خدا کا

لحد میں عمل ہو نہ دیوِ بلا کا
جو تعویذ میں نقش ہو نقشِ پا کا

جو بندہ خدا کا وہ بندہ تمہارا — جو بندہ تمہارا وہ بندہ خدا کا
مرے گیسوؤں والے میں تیرے صدقے — کہ سر پر ہجوم بلا ہے بلا کا
ترے زیرِ پا مسندِ مُلکِ یزداں — ترے فرق پر تاج مُلکِ خدا کا
سہارا دیا جب مرے نا خدا نے — ہوئی ناؤ سیدھی پھرا رُخ ہوا کا
کیا ایسا قادر قضا و قدر نے — کہ قدرت میں ہے پھیر دینا قضا کا
اگر زیرِ دیوارِ سرکار بیٹھوں — مرے سر پہ سایہ ہو فضلِ خدا کا
ادب سے لیا تاجِ شاہی نے سر پر — یہ پایا ہے سرکار کے نقشِ پا کا
خدا کرنا ہوتا جو تحتِ مشیت — خدا ہو کر آتا یہ بندہ خدا کا
اذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو — ق — پسِ ذکرِ حق ذکر ہے مصطفےٰ کا
کہ پہلے زباں حمد سے پاک ہو لے — تو پھر نام لے وہ حبیبِ خدا کا
یہ ہے تیرے ایمائے ابرو کا صدقہ — ہدف ہے اثر اپنے تیرِ دعا کا
ترا نام لے کر جو مانگے وہ پائے — ترا نام لیوا ہے پیارا خدا کا
نہ کیونکر ہو اس ہاتھ میں سب خدائی — کہ ہاتھ تو ہاتھ ہے کبریا کا
جو صحرائے طیبہ کا صدقہ نہ ملتا — کھلاتا ہی تو پھول جھونکا صبا کا
عجب کیا نہیں گر سراپا کا سایہ — سراپا سراپا ہے سایہ خدا کا
خدا مدح خواں ہے خدا مدح خواں ہے — مرے مصطفےٰ کا مرے مصطفےٰ کا
خدا کا وہ طالب خدا اُس کا طالب — خدا اُس کا پیارا وہ پیارا خدا کا
جہاں ہاتھ پھیلائے منگتا بھکاری — وہی در ہے داتا کی دولتسرا کا
ترے مرتبہ میں جس نے چون و چرا کی — نہ سمجھا وہ بدبخت رتبہ خدا کا
ترے پاؤں نے سربلندی وہ پائی — بنا تاجِ سر عرشِ ربِّ علا کا
کسی کے جگر میں تو سر پر کسی کے — عجب مرتبہ ہے ترے نقشِ پا کا
ترا دردِ اُلفت جو دل کی دوا ہو — وہ بے درد ہے نام لے جو دوا کا
ترے بابِ عالی کے قربان جاؤں — یہ ہے دوسرا نام عرشِ خدا کا
چلے آؤ مجھ جاں بلب کے سرہانے — کہ سب دیکھ لیں پھر کے جانا قضا کا

بھلا ہے حسن کا جنابِ رضا سے
بھلا ہو الٰہی جنابِ رضا کا

سرِ صبحِ سعادت نے گریباں سے نکالا
ظلمت کو ملا عالمِ امکاں سے نکالا

پیدائشِ محبوب کی شادی میں خدا نے
مدت کے گرفتاروں کو زنداں سے نکالا

رحمت کا خزانہ پئے تقسیمِ گدایاں
اللہ نے تہِ خانۂ پنہاں سے نکالا

خوشبو نے عنادل سے چھڑائے چمن و گل
جلوے نے پتنگوں کو شبستاں سے نکالا

ہے حسنِ گلوئے مہِ بطحا سے یہ روشن
اب مہر نے سر اُس کے گریباں سے نکالا

پردہ جو ترے جلوۂ رنگیں نے اٹھایا
صرصر کا عمل صحنِ گلستاں سے نکالا

اس ماہ نے جب مہر سے کی جلوہ نمائی
تاریکیوں کو شامِ غریباں سے نکالا

اے مہرِ کرم تیری تجلی کی ادا نے
ذرّوں کو بلائے شبِ ہجراں سے نکالا

صدقے ترے اے مردمکِ دیدۂ یعقوب
یوسف کو تری چاہ نے کنعاں سے نکالا

ہم ڈوبنے ہی کو تھے کہ آقا کی مدد نے
گرداب سے کھینچا ہمیں طوفاں سے نکالا

اُمت کے کلیجے کی خلش تم نے مٹائی
ٹوٹے ہوئے نشتر کو رگِ جاں سے نکالا

ان ہاتھوں کے قرباں کہ ان ہاتھوں سے تم نے
خارِ رہِ غم پائے غریباں سے نکالا

ارمان زدوں کی ہیں تمنائیں بھی پیاری
ارمان نکالا تو کس ارماں سے نکالا

یہ گردنِ پُرنور کا پھیلا ہے اُجالا
یا صبح نے سر اُن کے گریباں سے نکالا

گلزار براہیم کیا نار کو جس نے
اوس نے ہی ہمیں آتشِ سوزاں سے نکالا

دینی تھی جو عالم کے حسینوں کو ملاحت
تھوڑا سا نمک اُن کے نمکداں سے نکالا

قرآن کے حواشی پہ جلالین لکھی ہے
مضمون یہ خطِ عارضِ جاناں سے نکالا

قرباں ہوا بندگی پر لطفِ رہائی
یوں بندہ بنا کر ہمیں زنداں سے نکالا

اے آہ مرے دل کی لگی اور نہ بجھتی
کیوں تو نے دھواں سینۂ سوزاں سے نکالا

مدفن نہیں پھینک آئیں گے احباب گڑھے میں
تابوت اگر کوچۂ جاناں سے نکالا

کیوں فتنہ ہے کیا حشر کا ہنگامہ بپا ہے
یا تم نے قدم گورِ غریباں سے نکالا

لاکھوں ترے صدقے میں کہیں گے دمِ محشر
زنداں سے نکالا ہمیں زنداں سے نکالا

جو بات لبِ حضرتِ عیسیٰ نے دکھائی
وہ کام یہاں جنبشِ داماں سے نکالا

منہ مانگی مرادوں سے بھری جیب دو عالم
جب دستِ کرم آپ نے داماں سے نکالا

کانٹا غمِ عقبیٰ کا حسن اپنے جگر سے
اُمت نے خیالِ سرِ مژگاں سے نکالا

اگر قسمت سے میں اُن کی گلی میں خاک ہو جاتا
غمِ کونین کا سارا بکھیڑا پاک ہو جاتا

جو اے گل جامۂ ہستی تری پوشاک ہو جاتا
تو خارِ نیستی سے کیوں اُلجھ کر چاک ہو جاتا

جو وہ ابرِ کرم پھر آبروئے خاک ہو جاتا
تو اُس کے دو ہی چھینٹوں میں زمانہ پاک ہو جاتا

ہوائے دامنِ رنگیں جو ویرانہ میں آ جاتی
لباسِ گل میں ظاہر ہر خس و خاشاک ہو جاتا

لبِ جاں بخش کی تعریف حیاتِ جاوداں دیتی
اگر ڈورا نفس کا ریشۂ مسواک ہو جاتا

ہوا دل سوختوں کو چاہیے تھی اُن کے دامن کی
الٰہی صبحِ محشر کا گریباں چاک ہو جاتا

اگر دو بوند پانی چشمۂ رحمت سے مل جاتا
مری ناپاکیوں کے میل دُھلتے پاک ہو جاتا

اگر پیوند ملبوسِ پیمبر کے نظر آتے
ترا اے حلّۂ شاہی کلیجہ چاک ہو جاتا

جو وہ گل سونگھ لیتا پھول مرجھایا ہوا بلبل
بہارِ تازگی میں سب چمن کی ناک ہو جاتا

چمک جاتا مقدر جب دُرِ دنداں کی طلعت سے
نہ کیوں رشتہ گہر کا ریشۂ مسواک ہو جاتا

عدو کی آنکھ بھی محشر میں حسرت سے نہ منہ تکتی
اگر تیرا کرم کچھ اے نگاہِ پاک ہو جاتا

بہارِ تازہ رہتیں کیوں خزاں میں دھجیاں اُڑتیں
لباسِ گل جو اُن کی ملگجی پوشاک ہو جاتا

کمانداری نبوت قادر اندازی میں یکتا ہیں
دو عالم کیوں نہ اُنکا بستۂ فتراک ہو جاتا

نہ ہوتی شاق اگر در کی جدائی تیرے ذرہ کو
قمر اک اور بھی روشن سرِ افلاک ہو جاتا

تری رحمت کے قبضہ میں ہی پائے قلبِ ماہیت
مرے حق میں نہ کیوں زہرِ گزندہ تریاک ہو جاتا

خدا تارِ رگِ جاں کی اگر عزت بڑھا دیتا
شراکِ نعلِ پاکِ سیّدِ لولاک ہو جاتا

تجلی گاہِ جاناں تک اُچھالے سے پہنچ جاتے
جو تو اے توسنِ عمرِ رواں چالاک ہو جاتا

اگر تیری بھرن اے ابرِ رحمت کچھ کرم کرتی
ہمارا چشمۂ ہستی اُبل کر پاک ہو جاتا

حسن اہلِ نظر عزت سے آنکھوں میں جگہ دیتے
اگر یہ مشتِ خاک اُن کی گلی کی خاک ہو جاتا

دشمن ہے گلے کا ہار آقا
لٹتی ہے مری بہار آقا

تم دل کیلئے قرار آقا
تم راحتِ جانِ زار آقا

تم عرش کے تاجدار ہو لے تم فرش کے باوقار آقا
دامن دامن ہوائے دامن گلشن گلشن بہار آقا
بندے ہیں گناہگار بندے آقا ہیں کرم شعار آقا
اس شان کے ہم نے کیا کسی نے ق دیکھے نہیں زینہار آقا
بندوں کا الم نے دل دکھایا اور ہوگئے بے قرار آقا
آرام سے سوئیں ہم کمینے جاگا کریں باوقار آقا
ایسا تو کہیں سنا نہ دیکھا بندوں کا اٹھائیں بار آقا
جنکی کوئی بات تک نہ پوچھے اُنپر تمہیں آئے پیار آقا
پاکیزہ دلوں کی زینت ایماں ایماں کے تم سنگار آقا
صدقہ جو بٹے کہیں سلاطیں ہم بھی ہیں امیدوار آقا
چکرا گئی ناؤ بےکسوں کی آنا مرے غمگسار آقا
اللہ نے تم کو دے دیا ہے ہر چیز کا اختیار آقا۔
ہے خاک پہ نقش پا تمہارا آئینہ ہے بے غبار آقا
عالم میں ہیں سب بنی کے ساتھی بگڑی کے تمہیں ہو یار آقا
سرکار کے تاجدار بندے سرکار ہیں تاجدار آقا۔
دے بھیک اگر جمال رنگیں جنت ہو مرا مزار آقا
آنکھوں کی ٹھنڈ بھی اب بسا دو دل کا تو ہوا وقار آقا
ایماں کی تاک میں ہے دشمن آؤ دم احتضار آقا۔
ہو شمع شب سیاہ بختاں تیرا رُخ نور بار آقا۔
تو رحمت بے حساب کو دیکھ جرموں کا نہ لے شمار آقا
دیدار کی بھیک کب بٹے گی منگتا ہوں امیدوار آقا
بندوں کی ہنسی خوشی میں گزرے اس غم میں ہوں اشکبار آقا
آتی ہے مدد بلا سے پہلے کرتے نہیں انتظار آقا
سایہ میں تمہارے دونوں عالم تم سایۂ کردگار آقا
جب فوج الم کرے چڑھائی ہو اوج کرم حصار آقا

ہر ملک خدا کے سچے مالک
ہر ملک کے شہریار آقا

مانا کہ میں ہوں ذلیل بندہ
آقا تو ہے باوقار آقا

ٹوٹے ہوئے دل کو دو سہارا
اب غم کی نہیں سہار آقا

ملتی ہے تمہیں سے داد دل کی
سنتے ہو تمہیں پکار آقا

تیری عظمت وہ ہے کہ تیرا
اللہ کرے وقار آقا

اللہ کے لاکھوں کارخانے
سب کا تمہیں اختیار آقا

کیا بات تمہارے نقشِ پا کی
ہے تاجِ سرِ وقار آقا

خود بھیک دو خود کہو بھلا ہو
اس دین کے میں نثار آقا

وہ شکل ہے وہ ادا تمہاری
اللہ کو آئے پیار آقا

جو مجھ سے مجھے چھپائے رکھے
وہ جلوہ کر آشکار آقا

کچھ کہتے ہیں بے زباں تمہارے
گونگوں کی سنو پکار آقا

وہ دیکھ لے کربلا میں جس نے
دیکھے نہ ہوں جاں نثار آقا

آرام سے شش جہت میں گزرے
غم دل سے نہ ہو دوچار آقا

ہو جانِ حسن نثار تجھ پر
ہو جاؤں ترے نثار آقا

واہ کیا مرتبہ ہوا تیرا
تو خدا کا خدا ہوا تیرا

تاج والے ہوں یا ہوں محتاج
سب نے پایا دیا ہوا تیرا

ہاتھ خالی کوئی پھرا نہ پھرے
ہے خزانہ بھرا ہوا تیرا

آج سنتے ہیں سننے والے کل
دیکھ لیں گے کہا ہوا تیرا

اسے تو جانے یا خدا جانے
پیشِ حق مرتبہ کیا ہوا تیرا

گھر ہیں سب بند در ہیں سب تیغے
ایک در ہے کھلا ہوا تیرا

کام توہین سے ہے نجدی کو
تو ہوا یا خدا ہوا تیرا

تاجداروں کا تاجدار بنا
بن گیا جو گدا ہوا تیرا

اور میں کیا لکھوں خدا کی حمد
حمد اسے وہ خدا ہوا تیرا

جو تیرا ہو گیا خدا کا ہوا
جو خدا کا ہوا ہوا تیرا

حوصلے کیوں گھٹیں غریبوں کے	ہے ارادہ بڑھا ہوا تیرا
ذات بھی تیری انتخاب ہوئی	نام بھی مصطفےٰ ہوا تیرا
جسے تو نے دیا خدا نے دیا	دین رب کی دیا ہوا تیرا
ایک عالم خدا کا طالب ہے	اور طالب خدا ہوا تیرا
بزم امکاں ترے نصیب کھلے	کہ وہ دولھا بنا ہوا تیرا
میری طاعت سے میرے جرم فزوں	لطف سب سے بڑھا ہوا تیرا
خوف وزنِ عمل کسے ہو کہ ہے	دل مدد پر تلا ہوا تیرا
کام بگڑے ہوئے بنا دینا	کام کس کا ہوا ہوا تیرا
ہر ادا دل نشیں بنی تیری	ہر سخن جاں فزا ہوا تیرا
آشکارا کمالِ شانِ ظہور	پھر بھی جلوہ چھپا ہوا تیرا
پردہ دار ادا ہزار حجاب	پھر بھی پردہ اٹھا ہوا تیرا
بزم دنیا میں بزم محشر میں	نام کس کا ہوا ہوا تیرا
مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقّ	حسن یہ حق نما ہوا تیرا
بارِ عصیاں سروں سے پھینکیگا	پیش حق سر جھکا ہوا تیرا
یم جود حضور پیاسا ہوں	یم گھٹا سے بڑھا ہوا تیرا
وصل وحدت پہ اس پہ خلوت	تجھ سے سایہ جدا ہوا تیرا
صنع خالق کے جتنے خاکے ہیں	رنگ سب میں بھرا ہوا تیرا
ارض طیبہ قدوم والا سے	ذرہ ذرہ سما ہوا تیرا
آسماں کیسے تحمل کرسکتے ہیں	تشنہ تشنہ لبا ہوا تیرا
اے فلک مہرِ حق کو بانٹے ہی	کاسہ کاسہ بھرا ہوا تیرا
اے چمن بھیک تو تبسم کی	غنچہ غنچہ کھلا ہوا تیرا
ایسی شوکت کے تاجدار کہاں	تخت تختِ خدا ہوا تیرا
اس جلالت کے شہریار کہاں	ملک ملکِ خدا ہوا تیرا
اس وجاہت کے بادشاہ کہاں	حکم حکمِ خدا ہوا تیرا
خلق کہتی ہے لامکاں جس کو	شہ نشیں ہے سجا ہوا تیرا

زیست وہ ہے کہ حسنِ یار رہے
دل میں عالم بسا ہوا تیرا

موت وہ ہے کہ ذکرِ دوست رہے
لب پہ نقشہ جما ہوا تیرا

ہوں زمیں والے یا فلک والے
سب کو صدقہ عطا ہوا تیرا

ہر گھڑی گھر سے بھیک کی تقسیم
رات دن در کھلا ہوا تیرا

نہ کوئی دوسرا ہیں تجھ سا ہوا
نہ کوئی دوسرا ہوا تیرا

سوکھے گھاٹوں مرا اتار ہو کیوں
کہ ہے دریا چڑھا ہوا تیرا

سوکھے دھانوں کی بھی خبر لیجے
کہ ہے بادل گھرا ہوا تیرا

مجھ سے کیا لے سکے عدو ایماں
اور وہ بھی دیا ہوا تیرا

بے خبر ہم تباہ کاروں کی
قافلہ ہے لٹا ہوا تیرا

مجھ کو وہ درد دے خدا کہ رہے
ہاتھ دل پر دھرا ہوا تیرا

تیرے سر کو ترا خدا جانے
تاج سر نقشِ پا ہوا تیرا

بگڑی باتوں کی فکر کر نہ حسن
کام سب ہے بنا ہوا تیرا

مصطفیٰ مطلب تمہارا ہر اشارہ ہو گیا
جب اشارہ ہو گیا مطلب ہمارا ہو گیا

ڈوبتوں کا یا نبی کہتے ہی بیڑا پار تھا
غم کنارے ہو گئے پیدا کنارا ہو گیا

تیری طلعت سے زمیں کے ذرے مہ پارے بنے
تیری ہیبت سے فلک کا مہ دو پارا ہو گیا

اللہ اللہ محوِ حسنِ روئے جاناں کے نصیب
بند کر لیں جس گھڑی آنکھیں نظارا ہو گیا

یوں تو سب پیدا ہوئے ہیں آپ ہی کے واسطے
قسمت اس کی ہے جسے کہہ دو ہمارا ہو گیا

تیرگی باطل کی چھائی تھی جہاں تاریک تھا
اٹھ گیا پردہ ترا حق آشکارا ہو گیا

کیوں نہ دم دیں مرنے والے مرگِ عشقِ پاک پر
جان دی اور زندگانی کا سہارا ہو گیا

نام تیرا ذکر تیرا تو ترا پیارا خیال
ناتوانوں بے سہاروں کا سہارا ہو گیا

ذرۂ کوئے حبیب اللہ رے تیرے نصیب
پاؤں پڑ کر عرش کی آنکھوں کا تارا ہو گیا

تیرے صانع سے کوئی پوچھے ترا حسن و جمال
خود بنایا اور بنا کر خود ہی پیارا ہو گیا

ہم کمینوں کا انھیں آرام تھا اتنا پسند
غم خوشی سے دکھ ترے دل سے گوارا ہو گیا

کیوں نہ ہو تم مالکِ ملکِ خدا ملکِ خدا
سب تمہارا ہے خدا ہی جب تمہارا ہو گیا

روزِ محشر کے الم کا دشمنوں کو خوف ہو
دکھ ہمارا آپ کو کس دن گوارا ہو گیا

جو ازل میں تھی وہی طلعت وہی تنویر ہے
آئینہ سے یہ ہوا جلوہ دوبارا ہو گیا

تو ہی نے تو مصر میں یوسف کو یوسف کر دیا
تو ہی تو یعقوب کی آنکھوں کا تارا ہو گیا

ہم بھکاری کیا ہماری بھیک کس گنتی میں ہے
تیرے در سے بادشاہوں کا گذارا ہو گیا

اے حسنؔ قربان جاؤں اس جمالِ پاک پر
سیکڑوں پردوں میں رہ کر عالم آرا ہو گیا

منقبت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یارِ غار محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

الٰہی رحم فرما خادمِ صدیقِ اکبر ہوں
تری رحمت کے صدقے واسطہ صدیق اکبر کا

رُسل اور انبیاء کے بعد جو افضل ہو عالم سے
یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ صدیق اکبر کا

گدا صدیقِ اکبر کا خدا سے فضل پاتا ہے
خدا کے فضل سے میں ہوں گدا صدیق اکبر کا

نبی کا اور خدا کا مدح گو صدیق اکبر ہے
نبی صدیق اکبر کا خدا صدیق اکبر کا

ضیا میں مہرِ عالمتاب کا یوں نام کب ہوتا
نہ ہوتا نام اگر وجہِ ضیا صدیق اکبر کا

ضعیفی میں یہ قوت ہے ضعیفوں کو قوی کر دیں
سہارا لیں ضعیف و اقویا صدیق اکبر کا

خدا اکرام فرماتا ہے اتقٰی کہہ کے قرآں میں
کریں پھر کیوں نہ اکرام اتقیا صدیق اکبر کا

صفا وہ کچھ ملی خاکِ سرِ کوئے پیمبر سے
مصفّا آئینہ ہے نقشِ پا صدیق اکبر کا

ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخلِ بیعت
بنا فخرِ سلاسل سلسلہ صدیق اکبر کا

مقامِ خوابِ راحت چین سے آرام کرنے کو
بنا پہلوئے محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

علی ہیں اس کے دشمن اور وہ دشمن علی کا ہے
جو دشمن عقل کا دشمن ہوا صدیق اکبر کا

لٹایا راہِ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
کہ لُٹ لُٹ کر حسنؔ گھر بن گیا صدیق اکبر کا

منقبت خلیفۂ دوم رضی اللہ عنہ

نہیں خوش بخت محتاجانِ عالم میں کوئی ہم سا
ملا تقدیر سے حاجت روا فاروق اعظم سا

ترا رشتہ بنا شیرازۂ جمعیت خاطر
پڑا تھا دفتر دین کتاب اللہ برہم سا

مراد آئی مرادیں ملنے کی پیاری گھڑی آئی
ملا حاجت روا ہم کو درِ سلطان عالم سا

ترے جود و کرم کا کوئی اندازہ کرے کیونکر
ترا اک اک گدا فیض و سخاوت میں ہے حاتم سا

خدارا مہر کر اے ذرہ پرور مہر نورانی۔
سیہ بختی سے ہے روزِ سیہ میرا شبِ غم سا

تمہارے در سے جھولی بھر مرادیں لیکے اٹھینگے
نہ کوئی بادشاہ تم سا نہ کوئی بینوا ہم سا

فدا اے اُمِ کلثوم آپ کی تقدیر یاور کے
علی بابا ہوا دولھا بنا فاروق اکرم سا

غضب میں دشمنوں کی جان ہے تیغ سرافگن سے
خروج و رفض کے گھر میں نہ کیوں برپا ہو ماتم سا

شیاطین مضمحل ہیں تیرے نام پاک کے ڈر سے
نکلجائے نہ کیوں رفاضِ بد اطوار کا دم سا

منائیں عید جو ذی الحجہ میں تیری شہادت کی
الٰہی روز و ماہ و سن اُنہیں گزرے محرم سا

حسنؔ درعالمِ پستی سرِ رفعت اگر داری
بیا فرقِ ارادت بر درِ فاروقِ اعظم سا

منقبت [illegible]

روائیت دیگر از تحفۂ قادریہ شریف

فرماتے ہیں تحفہ میں معالی	ہیں آپ حضور پاک راوی	فرماتے ہیں آپ مصطفےٰ یہ
بچپن کا ہے میرے ماجرا یہ	طفلی میں جو چاہتا کبھی جی	اطفال میں ہوں شریک بازی
دیتا کوئی غیب سے یکایک	آواز اِلَیَّ یَا مُبَارَكْ	سُن کر یہ صدا جو خوف آتا۔
میں گود میں والدہ کی جاتا	تھی پہلے جو یہ صدائے عشرت	سُنتا ہوں اب اسکو وقتِ خلوت
کچھ تو نے سُنا حسن یہ کیا تھا	یہ کون انہیں بلا رہا تھا	ہاں کیوں نہ ہوں وہ کمال محبوب
اللہ کو ہے جمال محبوب	کیونکر ہو ثنائے خوبرویاں	قربان ادائے خوبرویاں
جبلاں میں طلب کے ساتھ یہ کد	معراج میں اُدْنُ یَا مُحَمَّدْ	مژدہ ہو تجھے مرے دلِ زار
تو بھی ہے انہیں کا کفش بردار	کیا ظلمتِ گور سے ڈرا ہے	قسمت سے جو ایسے چاند پائے
جب پردہ رُخ اُٹھا دیا ہے	کونین کو جگمگا دیا ہے۔	پردہ سے یہ کس نے مُنہ نکالا
پھیلا ہے جہان میں اُجالا	ہر لمعہ ضیائے مہر سے بہتر	ہر جلوہ ہزار مہر در بر
لو آؤ سیاہ نامے والو آؤ	دل سے غم تیرگی نکالو۔	ہے روز سیہ کا دل سے غم دور
تاریکیٔ قبر کا الم دور	کمزوری سے جس کو چکر آیا	آنکھوں کے تلے نہ تھا اندھیرا
ہے دور یہاں سے کالے کوسوں	پھر شاکی سخت تیرہ کیا ہوں	اس کو نہ کہو قمر کا جلوہ۔
کیا جلوہ وہ رات بھر کا جلوہ	یہ شمع نہیں جو جھلملائے	خورشید نہیں جو ڈوب جائے
کب ہے یہ تجلی کواکب	شب بھر ہے تعلّی کواکب	دن رات جو ایک سا عیاں ہے
یہ جلوۂ حسن گلرخاں ہیں	ہر وقت چمک رہے ہیں انوار	ہر شئے میں جھلک رہے ہیں انوار
اُٹھ جاتی ہیں جس طرف نگاہیں	روشن ہیں تجلیوں سے راہیں	دل محو جمالِ جلوۂ طور
	یا پیش نگاہ سورۂ نور	

روائیت دیگر

فرماتے ہیں شیخ عبدِ رزاق	فرخندہ سِیَر ستودہ اخلاق	پوچھا یہ جناب سے کسی نے
کب خود کو ولی حضور سمجھے	فرمایا کہ دس برس کے تھے ہم	جاتے تھے جو پڑھنے کیلئے ہم
پہنچانے کے واسطے فرشتے	مکتب کو ہمارے ساتھ جاتے	جب مدرسہ تک پہنچتے تھے ہم
لڑکوں سے یہ کہتے تھے وہ ہمدم	محبوبِ خدا کے بیٹھنے کو	اطفال جگہ فراخ کردو۔

ل سیدنا شیخ عبدالرزاق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۲ ؎ مراد است از ذاتِ پاک حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۲

ایک شخص کو ایک روز دیکھا
کچھ مجھ کو بتاؤ حال ان کا
بولا کہ ولی ہیں اولیا سے
بے پردہ لقا عطا کریں گے
حاصل ہوا انہیں وہ قربِ اللہ
چالیس برس کے بعد دیکھا
شہزادہ جو در سے سدھاریں
خالق نے کئے فرشتے ہمراہ

دیکھا نہ تھا اس سے پہلے اصلا
یہ کون صبی ہیں با وجاہت
توقیر پائیں گے یہ خدا سے
تمکیں انہیں بے حجاب دینگے
جس میں نہ ہو مکر تو کبھی راہ
اَیدل یہ طریقِ سروراں ہے
خدامِ ادب چلیں جلو میں
یعنی کہ نواسے کے جلو میں

اس نے یہ کسی ملک سے پوچھا
سرکار میں جن کی ہے یہ عزت
بے منع عطا عطا کریں گے
جو دینگے وہ بے حساب دینگے
سائل کو کہ وقت کا بلی تھا
آئینِ اکابرِ جہاں ہے -
تھا عالمِ قدس سے جو وہ ماہ
نانا کے غلام خدمتیں دیں

روائیتِ دیگر

دائیہ ہوئیں ایک روز حاضر
ہو جاتے تھے آپ میں گم
ارشاد ہوا بجوشِ بیانی
کمزوری و ضعف کے وہ دن تھے
اب ایسے ہزار مہر آئیں
قربان تری تجلیوں کے
وہ حسن دیا تجھے خدا نے
ہر عکس طرازِ دامنِ نور
کہتی ہے یہ تیرے رخ کی تنویر
تاریکیِ قبر سے بچالے
ظلمت ہو بیان کیا گنہ کی
اللہ خوشی کا دن دکھا دے
آفت میں غلام ہے گرفتار

اور عرض یہ کی کہ عبدِ قادر
امکان میں ہے یہ حال اب بھی
وہ عہد تھا عہدِ ناتوانی
طاقت تھی جو ہم میں مہر سے کم
گم ہم میں ہوں پھر نشانہ پائیں
تو رخ سے اگر اٹھادے پردے
محبوب کیا تجھے خدا نے
تو نورِ جنابِ کبریا ہے
میں سورۂ نور کی ہوں تفسیر
میں داغِ گنہ کہاں چھپاؤں
چھائی ہوئی ہے گھٹا گنہ کی
پھر شامِ الم نے کی چڑھائی
اب میری مدد کو آؤ سرکار
للہ مری پکار سن لے

بچپن میں تو لڑکے گود سے تم
کر سکتے ہو یہ کمال اب بھی
اس وقت میں ہم صغیر سن تھے
چھپ جاتے تھے آفتاب میں ہم
صدقے ترے اے جمال والے
ہر ذرہ کو آفتاب کر دے
ہر جلوہ بہارِ گلشنِ نور
تو چشم و چراغِ مصطفےٰ ہے
اے دونوں جہان کے اجالے
یہ روئے سیاہ کسے دکھاؤں
اے مہر ذرا نقاب اٹھا دے
بغداد کے چاند کی دہائی -
حالِ دلِ بیقرار سن لے

روایتِ دیگر

منقول ہے تحفہ میں روایت
مسنون ہے کسبِ حیلۂ رزق
نرگاؤ کو لے چلے جو آقا
مخلوق نہ اس لئے کیا ہے
وہ نیّرِ دین جو بام پر آئے
یہ بام کہاں کہاں وہ میدان
ہاں چاند میں بامِ آسماں ہے
گویا ہوئے اس طرح سے سرور
بغداد کو جاؤں علم سیکھوں
دیکھا تھا جو کچھ وہ کہہ سنایا
ارشادِ پدرِ حضورِ عالی۔
چالیس برادرِ دوم نے پائے
پھر عہد لیا کہ راستی کو
باہر آئیں برائے رخصت
اب تیری یہ پیاری پیاری صورت
اِک چھوٹے سے قافلہ کے ہمراہ
لوٹا مارا کیا گرفتار
پوچھا کہ تمہارے پاس ہے کیا
رہزن نے کہا کہو کہاں ہیں؟
موقع پوچھا جگہ بتائی
اک اور بھی سامنے سے گزرا
چلتا بنا دل لگی سمجھ کر
سردار کو حال جو سنایا

بچپن میں ہوا یہ قصدِ حضرت
جس دن یہ خیال شہ کو آیا
منہ پھیر کر اس طرح وہ بولا
سن کر یہ کلام ڈر گئے آپ
حاجی عرفات میں نظر آئے
صدہا منزل کا فاصلہ تھا
گردوں سے قمر کو سب عیاں ہے
امی مجھے اذن کی ہو امداد
اللہ کے نیک بندے دیکھوں
وہ روئیں اٹھیں گئیں پھر آئیں
دینار شمار میں تھے اسّی
دینار وہ امِّ مشفقہ نے
ہر حال میں اپنے ساتھ رکھو
ارشاد ہوا برائے یزداں
آئیگی نظر نہ تا قیامت
ہمداں سے جو لوگ باہر آئے
شہ کو نہ دیا کسی نے آزار
موٹے نے کیا یہ سن کے اظہار
فرمایا تہِ بغل نہاں ہیں۔
سن کر یہ جواب چل دیا وہ
اُس سے بھی یہ حال پیش آیا
دونوں جو ملے دیوں کی صورت
اُس نے انہیں بھیج کر بلایا

کھیتی کو کریں وسیلۂ رزق
لکھتے ہیں وہ روزِ عرفہ کا تھا۔
یہ حکم نہ آپ کو دیا ہے
گھر آئے تو سقف پر گئے آپ
سبحان اللہ اے تری شان
پہ پاؤں تلے کا ماجرا تھا۔
یہ دیکھ کر آئے پیشِ مادر
اب کارِ خدا میں کیجیے آزاد
مادر نے سبب جو اس کا پوچھا
میراثِ پدر جو تھی وہ لائیں
چالیس اُن میں سے شہ نے پائے
جامہ میں سیئے بغل کے نیچے
پھر بہرِ سفر لی اجازت
کرتی ہوں میں تجھ سے قطعِ ایجاں
جیلاں سے چلا وہ شاہِ ذیجاہ
قزاق انہوں نے ساٹھ پالے
اِک شخص ادھر بھی ہو کے نکلا
جامہ میں سلے ہوئے ہیں دینار
گنتی پوچھی وہ کہہ سنائی
اُس سچ کو ہنسی سمجھ لیا وہ
وہ بھی سرکا ہنسی سمجھ کر
کی ایک نے ایک سے حکایت
وہ آپ کو ساتھ لے گئے پہنچے

جس ٹیلے پہ مال بانٹتے تھے
آخر ٹھہری کہ امتحاں ہو
چاک جیب سحر سے خورشید
حیرت ہوئی اسکو کی یہ گفتار
یہ عہد لیا تھا وقتِ رخصت
وہ عہد ہے صورتِ امانت
رونے روتے ہوا بُرا حال
تاثیر بیاں ہو کیونکر
سردار حضور سے یہ بولا
کرتا ہوں میں ترک یہ معائب
سردار سے اس طرح وہ بولے
توبہ میں بھی ہم سے تو ہے اقدم
جس جس سے لیا تھا اسکو پھیرا
آقا کیں بلا میں مبتلا ہوں
رہزن سے مجھے بچا یا غوث
لٹتا ہے میاں غلام تیرا
جنگل میں ہوئی ہے شام آقا
کیجیے مری سمت خوش خرامی

اُس نے بھی کئے وہی سوالات
اس جامہ کو چاک کرکے دیکھو
یوسف کا قمیص تھا وہ کرتا
کیوں تم نے کیا یہ حال اظہار
ہر حال میں راستی سے ہو کام
کرتا نہیں اُس میں میں خیانت
سچوں کی تھی پُر اثر وہ تقریر
دل کھینچ لیا ہے لب ہلا کر
قائم رہو ماں کے عہد پر تم
ہوتا ہوں تمہارے آگے تائب
جب راہزنی تھی اپنا پیشہ
یوں بھی کریں تیری پیروی ہم
فرماتے ہیں ہاتھ پر ہمارے
شیطان کے دام میں پھنسا ہوں
لٹتا ہے غریب آہ سرکار
للہ ادھر بھی کوئی پھیرا
قطاع طریق ہیں مقابل
کہتے ہوئے لاتخف عادمی

فرمائی حضور نے وہی بات
نکلے صادق کی کرتے تائید
تصدیق وہ چاک کیوں نہ کرتا
فرمایا کہ ماں کی تھی نصیحت
ہر کام میں بس اسی سے ہو کام
سردار نے جب سنا یہ احوال
کیونکر تی نہ دل میں گھر وہ تقریر
رونے سے جو کچھ افاقہ پایا
اور عہد خدا کو ہم کریں گم
دیکھا جو یہ اسکے ساتھیوں نے
سردار رہا ہے تو ہمیشہ۔
تائب ہوئے مال قافلہ کا
کی توبہ انہوں نے سب سے پہلے
اب میری مدد کو آؤ یا غوث
درکار ہے اک نگاہ سرکار
مضطر ہے بہت غلام آقا
نزدیک ہے شام دور منزل
ہو جائے شبِ الم کنارے

آجاؤ کہ دن پھریں ہمارے

روائت دیگر

منقول ہے قول شیخ عمران
ابن عرصیح کی کہ شاہِ ابرار

فرماتے ہیں اس طرح وہ ذیشان
گر کوئی یہ ادعائے نسبت

اک دن میں گیا حضور سرکار
کہتا ہو کہ ہوں مرید حضرت

واقع میں نہ کی ہو بیعت اس نے
کیا وہ بھی مریدوں میں ہو داخل
مقبول کرے خدا ئے برتر
ہے داخلِ زمرۂ مُریداں
دیکھے تو کوئی حسن کہاں ہے
سرکار لُٹا رہے ہیں دولت
کیوں کوہ الم تجھے دبائے
دربارِ کریم ہے دُرر بار
رد کرنے کا نہیں ہے معمول
لے دولتِ عشرتِ دوامی

پائی نہ ہو یہ کرامت اُس نے
گویا ہوئے یوں خدا کے محبوب
ہوں عفو گناہ اُس کے یکسر
ہاں مژدہ ہو بہرِ قادریاں
وہ وقفِ غم و محن کہاں ہے
سلطان ہے بر سرِ عطا آ
کیوں کاوشِ غم تجھے ستائے
جھوٹوں بھی جو ہو غلام کوئی
ہیں نام کی نسبتیں بھی مقبول
اس ہاتھ میں آ کے ہاتھ دیجئے

خرقہ نہ کبھی ہو حاصل
جو آپ کو ہم سے کرے منسوب
ہو گرچہ اسیرِ دامِ عصیاں
ہے جوش پہ بحرِ فیض و احساں
کہدو کہ گئی الم کی ساعت
دامن پھیلائے دوڑتا آ
سرکارِ کریم ہے یہ دربار
اُس کا بھی رُکے نہ کام کوئی
تجھ کو تو ہے واقعی غلامی
اور دونوں جہاں میں چین کیجے

احسانِ خدا کہ پیر پایا
اور پیر بھی دستگیر پایا

روایتِ دیگر

آے دل یہ بیاں ہے قابلِ سیر
حاضر تھے حضورِ غوثِ اعظم
ہم آج کہ بر سرِ عطا ہیں
حاجت سب کی روا کریں گے
یہ خواہشِ دل ہے تاجدار آج
میں اپنی طرف سے کچھ نہ چاہوں
ہے میری یہی مراد و حاجت
یا شاہ! ہے مطلبِ دلی یہ
پھر بولے حسن کہ شاہِ عالم
حفظِ اوقات کی ہے حاجت

فرماتے ہیں حضرتِ ابوالخیر
فرمانے لگے جنابِ والا
اور مظہرِ رحمتِ خدا ہیں
سُنکر یہ ابوسعید اُٹھے
امداد ہو ترکِ اختیار آج
پھر حضرتِ ابنِ قائد اُٹھکر
پاؤں میں مجاہدہ کی قوت
ہو خوفِ خدا مجھے عنایت
یہ حال مرا فزوں ہو ہر دم
پھر بوالبرکات نے کہا یوں

مَیں اور مرے ساتھ کچھ مکرم
مقبول حضورِ حق تعالےٰ
جو کچھ مانگو عطا کریں گے
یوں پیشِ جنابِ شیخ اُٹھے
یعنی کہ فقط یہ چاہتا ہوں
گویا ہوئے اسطرح کہ سرور
بزاز عمر و نے عرض کی یہ
اور صدق و صفا عطا ہو حضرت
بولے یہ جمیل مجھ کو حضرت
محبوب ہو عشق مانگتا ہوں

پھر میں نے یہ عرض کی کہ سرکار	بندہ کو وہ معرفت ہے درکار	فارق ہے سواد ذات میں جو
معلوم رہے یہ حال مجھ کو	رحمٰن کی طرف سے تھا یہ وارد	شیطاں کی طرف سے تھا یہ وارد
پھر شیخ خلیل حاضر آئے	سائل ہوئے جا قطبیت کے	پائی جو سوال سن کے فرصت
	فرمائی جواب میں یہ آیت	

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا

یعنی کہ ہوا یہ سب سے ارشاد	ہم کرتے ہیں فضلِ رب سے امداد	رکتی ہے کہیں عطا خدا کی
کچھ حد نہیں فضلِ کبریا کی	بوالخیر یہ کہتے ہیں قسم سے	مطلب جو طلب کئے تھے پائے
ہے عام عطا یہ شاہ باذل	ہیہات گدا کدھر ہے غافل	ہاں تھام لے دامنِ معلّٰے
سر پاؤں پہ رکھ کے گود پھیلا	محتاج کو آج تاج دینگے	ٹھیری ہے جو مانگی آج دینگے
شاہا مری صرف یہ صدا ہے	منگتا ترا تجھ کو مانگتا ہے	بھٹکا پھرے کیوں گمان میرا
تو میرا تو سب جہان میرا	اے دل ہیں نثار فیض باری	کیا بزم دکھائی پیاری پیاری
ہے بیچ میں اک کریم باذل	گھیرے ہوئے ہر طرف سے سائل	پروانوں میں شمع ہے نمودار
یا تاروں میں چاند ہے ضیا بار	محبوب ہے اپنے مانگوں میں	یا پھول ہزار بلبلوں میں۔
فتنوں میں ہے مہر کی تجلی	گھر آئے ہیں آئنہ پہ طوطی	ہر عکس ہزار آن کی جان
ایمان کی جان جان کی جان	کہتا ہوں یہ حسن کی زبانی	ہم آج ہیں شرح مَن رَاٰنِی
گر پردۂ رُخ یہ دور فرمائیں	کیا بزم نصیب تک چمک جائیں	ہو چاند چکور بن کے شیدا
سورج کہے ذرہ ہوں تمہارا	عالم سے نرالی ہیں ادائیں	دل کھینچنے والی ہیں ادائیں
وہ آنکھیں قابلِ زیارت	ہو جنہیں یہ پیاری پیاری صورت	اس دل کی خوشی کا کیا بیاں ہو
جس میں یہ جمال میہماں ہو	وہ پاؤں ہیں چومنے کے قابل	طے جن سے ہو ان کے گھر کی منزل
اُن ہاتھوں کا ہے عجب نصیبا	پایا ہے جنہوں نے دامن انکا	ایسوں سے پھرا ہوا ہے جو دل
برگشتہ نصیب ہے وہ غافل	خالی ہے جو ان کی آرزو سے	وہ آنکھ بھری رہے لہو سے
کہہ دیجئے ان کے مدعی سے	مایوس جہاں ہو تو ابھی سے	کمبخت اگر یہی ہیں محتاج

تو کون ہے آج صاحبِ تاج
مردانِ خدا خدا نباشند
بدبخت ہے بدنصیب ہو وہ
اور تجھ کو ڈکار تک آئی
کب گرگ کے شر سے امن پائے
شیطاں نے تجھے کیا ہے مجنوں
اس درجہ ہے بدلگام تو اُف
پھر کیوں نہ دکھائیں یہ کرامت
زندوں کو خدا بنا لیا ہے
ان زندوں کی زندگی سے ہے کور
فاعل ہے خدا یہ واسطا ہیں
بیکار ہیں یہ تری نظر میں
توہین کے بول بولتا ہے۔
کس طرح خدا خدا کو جانا
یا وحی سنا گئے فرشتے۔
گھر میں ترے چرخ سے گرا ہے
آج اُن کی تو کر رہا ہے توہین
جس گھر کی تجھے ملی غلامی۔
مردود ہے سب تری عبادت
خائن ہے تو حقِ اولیا میں
ہیں شومیِ بخت کے یہ ساماں
جو دامنِ ناخدا کو چھوڑے
اولوں کا بھی کچھ خیال رکھا
بس تیرے لئے نجات ہے یہ
ناپاکوں کے منہ عبث لگو تم

جو اِن سے ملا ملا خدا سے
لیکن زخدا جدا نباشند
ایسوں کو برا کہا ستمگر
اُف رے ترے معدہ کی صفائی
کہتا ہے تو ان کو خاک کا ڈھیر
کیا تو نے سنا نہ لَا یَمُوْتُوْن
قدرت انہیں دی ہے کبریا نے
کیا جائے عجب ہے خرقِ عادت
اُن زندوں کے آگے روپ بدلے
جا مُردے تو خود ہے زندہ در گور
قرآن کی آیتِ جمیلہ۔
بے زینے چڑھا گرا سقر میں
اِک امر کا تجھ سے ہوں میں سائل
اسلام کہیں سے مول لایا
کیا دین ہے باپ کی کمائی
یا دین زمیں سے اُگا ہے۔
احسان کا کیا یہی عوض تھا
زیبا تھی وہاں نمک حرامی
رہبر سے الگ چلا ہے غافل
سچ جان کہ آ گیا بلا میں۔
ایمان کا اب سے سلے نہ تو نام
منجدھار میں اپنی ناؤ توڑے
اِن باتوں کو اپنے دل سے کر دور
سو بات کی ایک بات ہے یہ
پڑھ کوئی غزل کہ وجد آ جائے

جو اِن سے پھرا پھرا خدا سے
جو اِن سے پھرے عجیب ہے وہ
ایمان نکل گیا ستمگر
چھوپاں سے الگ جو جائے
ناپاک تری سمجھ کا ہے پھیر
کیا سوجھی ہے منکرِ تصرف
مقبول کیا انہیں خدا نے
مشرک تجھے شرک سوجھتا ہے
حکام و حکیم سے مدد لے
غافل کہ مدد کے معنے کیا ہیں
خود کہتی ہے وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَه
تعظیم سے اُن کی تو پھرا ہے
دے اِس کا جواب مجھ کو غافل
خالق نے کیا کلام تجھ سے
یا اُمِّ شفیقہ ساتھ لائی۔
جن لوگوں سے کل تجھے ملا دین
نیکی کا مگر یہی ہے بدلا۔
مقبولوں سے ہے تجھے عداوت
کس طرح تجھے ملے گی منزل
محسن کے بھلا دیئے ہیں احساں
بدنام کنندۂ نکو نام
نجدی پہ جو سر منڈا کے بیٹھا
کیوں ان سے ہوا ہے بے مروت
ہے خیر حسن کدھر گیا تو
مستانہ سخن نئے دکھا جائے

غزل

اللہ برائے غوثِ اعظم
اے محوِ لقائے غوثِ اعظم

سوکھی ہوئی کھیتیاں ہری کر
قربانِ عطائے غوثِ اعظم

وہ اور ہیں جنکو کہیے محتاج
گوش شنوائے غوثِ اعظم

بیگانے بھی ہوگئے یگانے
پھیلی ہے ضیائے غوثِ اعظم

کیوں حشر کے دن ہو فاش پردہ
نقشِ کفِ پائے غوثِ اعظم

اے غم جو ستائے اب تو جانوں
ہر تار قبائے غوثِ اعظم

دے مجھ کو ولائے غوثِ اعظم
وہ کون کریم صاحبِ جُود

اے ابرِ سخائے غوثِ اعظم
کیا تیزیٔ مہرِ حشر سے خوف

ہم تو ہیں گدائے غوثِ اعظم
کیوں ہم کو ستائے نارِ دوزخ

دلکش ہے ادائے غوثِ اعظم
جو دم میں غنی کرے گدا کو

ہیں زیرِ قبائے غوثِ اعظم
اے دل نہ ڈراں بلاؤں سے اب

لے دیکھ وہ آئے غوثِ اعظم
سب کھولیے عقدہائے مشکل

دیدار خدا تجھے مبارک
ہیں کون گدائے غوثِ اعظم

امیدیں نصیب مشکلیں حل
ہیں زیرِ لوائے غوثِ اعظم

ہیں جانبِ نالۂ غریباں
کیوں رد ہو دعائے غوثِ اعظم

آنکھوں میں ہے نور کی تجلی
وہ کیا ہے عطائے غوثِ اعظم

آغوشِ مُراد سے خوبرویاں
وہ آئی صدائے غوثِ اعظم

تارِ نفسِ ملائکہ ہے
آئے ناخنِ پائے غوثِ اعظم

کیا اُن کی ثنا لکھوں حسن میں
جاں باد فدائے غوثِ اعظم

روایتِ دیگر

منقول ہے قاسم و عمر سے
جب چمک کے گرے ضرور منصور

ہوتا جو وہ عہد ہم سے آباد
یاور ہیں ہم اُس کے تاقیامت

اس شانِ رفیع کے تصدق
لغزش میں نہ آئے پائے مرکب

دل شاد ہوا ہے اس خبر سے
اسوقت میں تھا نہ کوئی ایسا

ہم کرتے ضرور اُن کی امداد
ہر حال میں اُس کا ساتھ دینگے

اُس لطف وسیع کے تصدق
ثابت قدمی ہو لطف دیجئے

کہتے تھے حضور مایۂ نور
جو ہاتھ پکڑ کے روک لیتا۔

جو شخص ہوا ہے ہم سے بیعت
پھسلے گا قدم تو ہاتھ دینگے

یا غوث صراط پہ چلوں جب
جنت مجھے ہاتھوں ہاتھ لیجائے

گھبرائے صراط پہ نہ خادم
حافظ ہو صدائے ربِّ سلّم

روائیتِ دیگر

کہتے ہیں عدی بن مسافر
ہونے لگی انجمن پریشاں
کہنے لگے اس طرح وہ ذیشاں
تھا قطرہ فشاں اِدھر اُدھر ابر
اے حاکم و بادشاہِ عالم
چھائے ہیں الم کے کالے بادل

تھا مجلسِ وعظ میں جو حاضر
دیکھے جو یہ برہمی کے اطوار
ہم تو کریں جمع تو پریشاں
اللہ رے جلالِ قادریت
اے وادرس و پناہِ عالم
سینہ میں جگر ہے پارہ پارہ

ناگاہ ہوا شروع باراں
سر سوئے فلک اٹھا کے یکبار
فوراً وہ مقام چھوڑ کر ابر
قربانِ کمالِ قادریت
گھر آئے ہیں غم کے کالے بادل
لِلّٰہ اِدھر بھی اِک اشارہ

روائیتِ دیگر

عیسٰے نے وہ ماجرا سنایا
آکر یہ کیا کسی نے اظہار
مرقد میں ہے وردمند ہر دم
کیا ہم سے وہ کر چکا ہے بیعت
مخبر نے کہا کہ شاہ ذیجاہ
محروم یہ ہے فزوں پرستا
پھر آپ یہ سر اٹھا کے بولے
دیکھا تھا جمالِ روئے انور
اُس قبر کو جا کے پھر جو دیکھا
کی جس کی ادا نے جانفزائی
کیا جوشِ سرور آجکل ہے
سوتی ہوئی قسمتیں جگا دیں
عالم سے خزاں ہوئی روانہ
ہر پیڑ نہال ہو رہا ہے

جس نے دلِ مردہ کو جلایا
اِک شخص کہ حال میں مرا ہے
ہے شور و فغاں بلند ہر دم
کیا اُس کا یہاں ہوا ہے آنا
ان باتوں سے میں نہیں کچھ آگاہ
کچھ دیر مراقبہ کیا پھر
دیتے ہیں ہمیں خبر فرشتے
اور دل میں گمانِ نیک لایا
فریاد کا کچھ اثر نہ پایا
کیوں جان میں جان آنہ جائے
ہر دل سے نشاط ہم بغل ہے
ہیں وقفِ زباں خوشی کی باتیں
آیا ہے بہار کا زمانہ
کیا موسمِ گل نے گدگدایا

کہتے ہیں کہ پیشِ شاہِ ابرار
کیا جانیئے اُس پہ کیا بلا ہے
فرمانے لگے یہ سن کے حضرت
کھایا ہے ہمارے گھر کا کھانا
ارشاد ہوا کرم کا جھالا
ہیبت ہوئی روئے شہ سے ظاہر
اس شخص نے ایک بار سرور
اس وجہ سے حق نے اسکو بخشا
عیسٰے نے عجب خبر سنائی
اڑتے ہوئے آسرے بندھا لئے
شادی نے وہ نوبتیں بجا دیں
دن عیش کے خورمی کی باتیں
عشرت کا سماں بندھا ہوا ہے
ہر پھول نے قہقہہ اڑایا

آنکھوں میں بسا ہے جلوۂ گُل
ہر پھُول چمن چمن ہے خنداں
مستوں کو صبا پکار آئی
ہاتھوں میں لئے ہوئے گریباں
جب تک کہ ہے یہ بہار باقی
سر بیچنے کو چلیں خریدار
اِک شور ہے سبزہ زار دیکھو
ہے سب سے نئے چلن کی رفتار
ہونٹوں میں بھرا ہوا تبسّم۔
دل سینہ میں دل میں آرزوئیں
یا غوث ترے نثار جاؤں۔
کیا ذکر وہاں غم و الم کا
سلطانِ کریم تو گدا میں۔
زندانِ گناہ میں گرفتار
بندے کو عذاب سے بچا لو
کر دو مجھے محوِ حُسنِ رُخسار
دل سے خلشِ الم نکل جائے
مرقد مجھے خانہ باغ ہو جائے
عزّت سے مری بسر ہو دُنیا
محتاج رہوں نہ میں کسی کا
ماں میری کہ ہے کنیزِ سرکار
ہو لطفِ حضور سایہ گستر
جس طرح کہ اب ہیں شیر و لشکر
جنّت میں بھی ساتھ ساتھ جائیں
سرکار کریم سے عنایت۔

کیونکر نہ ہو باغ باغ بُلبُل۔
شبنم نے لٹائے ہیں جو گوہر
گلزار چلو بہار آئی۔
کرنے لگی فصلِ گُل اشارہ
دامن میں رہے نہ تار باقی
مستوں نے کیا ہجوم ہر سمت
صحرا کو چلو بہار دیکھو
آنکھوں میں بہارِ اشکِ شادی
خاموش کبھی کبھی تکلّم۔
کیفیت ذوق و وجد طاری
قربان ہزار بار جاؤں۔
وہ مژدہ سُنا دیا ہے تُو نے
کھاتا ہوں ترا دیا ہوا میں۔
لِلّٰہ کرو گرہ کشائی۔
اپنے درِ پاک پر بُلا لو
دیکھوں جو بہارِ جلوۂ حُسن
ارمان کے ساتھ دم نکل جائے
محشر میں نہ پاؤں شرمساری
ذلّت نہ ہو مجھ کو روزِ عقبیٰ
مغفور ہوں میرے سب اب و جد
غم دُکھ سے نہ ہو کبھی خبردار
غم اُن سے جُدا رہے ہمیشہ
یوں ہی رہیں ہم جہاں میں ملکر
دلشاد رہیں حسین و حامد
ہو دونوں کو دوجہاں کی نعمت

آباد سرور ہے گلستاں
ہے شاہدِ گُل کی یہ نچھاور
تیار ہوئے جنوں کے ساماں
ہو دامن و جیب پارہ پارہ
سودے کا جما ہے آج بازار
ہے موسمِ گُل کی دھوم ہر سمت
دیکھے تو کوئی حسن کی رفتار
چہرے سے ظہور بامرادی
کرتی ہیں کسی کی جستجوئیں
ہر گام لب و زباں سے جاری
ہو جوش جہاں ترے کرم کا
روتوں کو ہنسا دیا ہے تُو نے
بادشاہ، غلام ہے خطا کار
اس دامِ بلا سے دو رہائی
عارض سے نقاب اُٹھا کے اِک بار
ہو جاؤں نثارِ جلوۂ حُسن
پُر نور مرا چراغ ہو جائے
ہو ساتھ ترے ترا بھکاری
کافی ہو مجھے ترا سہارا
ہوں منزلِ نور اُن کے مرقد
کونین میں میرے بھائیوں پر
مقبولِ دُعا رہے ہمیشہ۔
دُنیا میں الگ نہ ہونے پائیں
آباد رہیں حسین و حامد
دونوں کی جُدا نہ کیوں ہو دل سے

مشہور ہے میرے دونوں میٹھے بس اے دلِ محو التجا بس	شاہا میرے دوست اور اعزہ مشتاقِ حصولِ مدعا بس	منظورِ کرم رہیں ہمیشہ۔ بغداد سے آتی ہیں صدائیں
تمام	مقبول ہوئیں تری دعائیں	سشد

مثنوی در ذکرِ ولادت شریف حضور سرورِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

وہ اٹھی دیکھ لو گردِ سواری
کسی کی جان کو تڑپا رہی ہیں
فدا جن کے شرف پر سب بنی ہیں
یہی فریاد رس ہیں بے بسوں کے
اسیروں کے یہی عقدہ کشا ہیں
انہیں سے ٹھیک ہے ایمان کی کل
انہیں سے ٹھیک ہے سامانِ عالم
یہی کرتے ہیں ہر ناشاد کو شاد
انہیں پر دونوں عالم مر رہے ہیں
انہیں سے چاہتی ہیں داد چڑیاں
انہیں کی کرتے ہیں اشجار تعظیم
یہی دکھ درد کھو دیتے ہیں دم میں
انہیں ہر دم خیالِ عاصیاں ہے
مچی ہے دو جہاں میں دھوم انکی
یہی ہیں جو عطا فرمائیں دولت
محمد مصطفیٰ ہے نام ان کا
بدن میں وہ عبائے نور آگییں
جھکا ہے رحمتِ باری کا پلہ
سواری میں ہجومِ عاشقاں ہے

عیاں ہونے لگے انوارِ باری
مؤدب ہاتھ باندھے آگئے آگے
یہی ہیں وہ یہی ہیں وہ یہی ہیں۔
یہی ٹوٹے دلوں کو جوڑتے ہیں
غریبوں کے یہی حاجت روا ہیں
شکیبِ بیقراراں ہے انہیں سے
انہیں پر ہے تصدق جانِ عالم
انہیں کی ذات ہے سب کا سہارا
انہیں پر جان صدقے کر رہے ہیں
انہیں کو پیڑ سجدے کر رہے ہیں
انہیں کو کرتے ہیں احجار تسلیم
یہی کرتے ہیں ہر مشکل میں امداد
انہیں پر آج بارِ دو جہاں ہے
سہارا ہیں یہی ٹوٹے دلوں کے
کریں خود جو کی روٹی پر قناعت
مزین سر پہ ہے تاجِ شفاعت
کہ جس کی ہر ادا میں لاکھ تزئیں
یہی دامن تو ہیں اے جانِ مضطر
کوئی چپ ہے کوئی محوِ فغاں ہے

نقیبوں کی صدائیں آرہی ہیں
چلے آتے ہیں کہتے آگئے آگئے
یہی والی ہیں سارے بیکسوں کے
یہی بندِ الم کو توڑتے ہیں
یہی ہیں بیکسوں کی جان کی کل
قرارِ دلفگاراں ہے انہیں سے
یہی مظلوم کی سنتے ہیں فریاد
انہیں کے در سے ہے سب کا گزارا
انہیں سے کرتی ہیں فریاد چڑیاں
انہیں کے پاؤں پر سر دھر رہے ہیں
انہیں کو یاد سب کرتے ہیں غم میں
یہی سنتے ہیں ہر بیکس کی فریاد
کسے قدرت نہیں معلوم ان کی
یہی مرہم ہیں غم کے گھائلوں کے
فزوں رتبہ ہے صبح و شام ان کا
عیاں ہے جس سے معراجِ شفاعت
کہوں کیا حال نیچے دامنوں کا
مچل جائینگے ہم محشر میں جن پر
کوئی دامن سے لپٹا رو رہا ہے

کوئی ہر گام محوِ التجا ہے
یہ کہتا ہے کوئی بیمارِ فرقت
کوئی کب تک دلِ مضطر سنبھالے
نہ آخر رحمۃ اللعالمینی
بکن دلداریٔ دلدادگاں را
اٹھیں تعظیم کو یارانِ محفل
جو زینت ہیں زمانے کی وہ آئے
پکڑ لو ان کا دامن بے نواؤ
نہیں پھرتا ہے سائل اُنکا محروم
حسن ہاں مانگ لے جو مانگنا ہو
مرے مالک مرے مختار ہو تم
تمہیں افضل کیا سب سے خدا نے
تمہارے در پہ آ بیٹھے ہیں ہم
بلا لیجے مدینے میں خدا را۔
اُسی کوچہ میں ہو بستر ہمارا
نہ ہو گور و کفن ہمکو میسر
مرے پیارے مرے منظور آئیں

کوئی کہتا ہے حق کی شان ہیں یہ
ترقی پر ہے اب آزارِ فرقت
ز مہجوری بر آمد جانِ عالم
ز محروماں چرا فارغ نشینی
بہت نزدیک آ پہنچا وہ پیارا
ہوا جلوہ نما وہ جانِ محفل
فقیرو جھولیاں اپنی سنبھالو
مرادِ تمہ ہے جو مانگو وہ پاؤ
کرو تو سامنے پھیلا کے دامن
بیاں کر آپ سے جو مدعا ہو
تصدق تم پہ اپنی جان کر دوں
دیا تاجِ شفاعت کبریا نے
تمہارا نام ہم کو حرزِ جاں ہے
نہیں اب ہند میں اپنا گزارا
قضا آئے تو آئے اُس گلی میں
پڑا یوں ہی رہے لاشہ زمیں پر
مِرے مُردے پہ ہوں آکر فراہم

کوئی کہتا ہے میری جان ہیں یہ
اِدھر بھی اک نظر او تاج والے
ترحم یا نبی اللہ ترحم
بدہ دستے ز پا افتادگاں را
فدا ہے جان و دل جس پر ہمارا
خبر تھی جن کے آنے کی وہ آئے
بڑھو سب حسرتیں دل کی نکالو
مجھے اقرار کی عادت ہے معلوم
یہ سب کچھ دینگے خالی پاکے دامن
مرے آقا مرے سردار ہو تم
ملیں تو دو جہاں قربان کر دوں
تمہیں سے لو لگائے بیٹھے ہیں ہم
یہی تو دارُوئے دردِ نہاں ہے
تمہارا در ہو اور ہو سر ہمارا
رہے باقی نہ حسرت کوئی جی میں
سگانِ کوچۂ پُرنور آئیں۔
غذا اپنی کریں سب ملکے باہم

تمام	ہمیشہ تم پہ ہو رحمت خدا کی	دُعا مقبول ہو مجھ سے گدا کی	سشد

مثنوی ناتمام

یا رب تو ہے سب کا مولیٰ	سب سے اعلیٰ سب سے اولیٰ	تیری ثنا ہو کس کی زباں سے
لائے بشر یہ بات کہاں سے	تیری اک اک بات نرالی	بات نرالی ذات نرالی
تیرا ثانی کوئی نہ پایا۔	ساتھی ساجھی کوئی نہ پایا	تو ہی دے اور تو ہی دلائے

تیرے دیئے سے عالم پلے
کوئی تیرا کیا بھید بتائے
کوئی نہیں کچھ سب کچھ تُو ہے
تجھ پر ذرہ ذرہ ظاہر۔
کوئی اور ٹھکانا کیسا۔
تُو ہی چھینا دے تو ہی ملا دے
تھا تُو ہی تو ہوگا تو ہی
تیری قدرت کا ہے نمونہ

تُو ہی اوّل تُو ہی آخر
تُو وہ نہیں جو فہم میں آئے
تُو ہی ڈبوئے تُو ہی اُچھالے
نیّت ظاہر ارادہ ظاہر
تُو ہی یاد دلا کے بھلائے
تُو ہی گنگا دے تو ہی بتا دے
تیرے در سے جو بھاگ کر جائیں
نارِ خلیل و بادِ مسیحا۔
سب ہیں تیرے در کے بھکاری

تُو ہی باطن تُو ہی ظاہر
پہلے نہ تھا کیا اب کچھ تو ہے
تو ہی بگاڑے تُو ہی سنبھالے
تجھ سے بھاگ کے جانا کیسا
تُو ہی بھلا کر یاد دلائے
کوئی نہ تھا جب بھی تھا تو ہی
پھر پھر تیرے ہی در پر آئیں
آٹھ پہر ہے لنگر جاری

نعت شریف کے اشعار جاتے رہے۔

صانع نے اِک باغ لگایا۔
گُلشن گُلشن صحرا صحرا
خوب گھریں گھنگھور گھٹائیں
موجیں کرتی موجیں لائیں
سبزہ لہریں لیتا نکلا۔
ساعت آئی جام و سبو کی
چٹکے چٹکے ہوائیں گھومیں
جوبن اور گدرایا جوبن
چٹکیں کچی کچی کلیاں
جگنو چمکے ڈالی ڈالی
چال میں سو انداز دکھاتی
غم کو گھٹاتی دل کو بڑھاتی
گھونگٹ اٹھائے شاہدِ گُل کا
فرطِ طرب سے ہنستی ہنساتی

باغ کو رشکِ خلد بنایا
چھائے لطف و کرم کے بادل
کرنے لگیں غُل شور گھٹائیں
سرد ہوا کے آئے جھونکے
مینہ کو دُعائیں دیتا نکلا
پھرتی ہے بادِ صبا متوالی
پتلی پتلی شاخیں جھکی ہیں۔
گُل پر بلبل سرو پر قُمری
خوشبو نکلی بس گئیں گلیاں
کیو نکر کہیے بہار کی آمد
طرزِ خرامِ ناز اُڑاتی۔
یاس کو کھوتی آس بندھاتی
رنگ جمائے ساغرِ گُل کا
ساتھ ہیں بادل کالے کالے

خُلد کو اِس سے نسبت ہو کیا
آئے نیل و نعم کے بادل
لہریں کرتی نہریں آئیں
آنکھوں میں نیند کی لائے جھونکے
بولے پپیہے کوئل کو کی
پتّے پتّے ڈالی ڈالی۔
فصلِ بہار پر آیا جوبن
بولے اپنی اپنی بولی۔
آئیں گھٹائیں کالی کالی
آمد اور کس پیار کی آمد
رنگِ رُخ گُلرنگ دکھاتی
آنکھ کے رستے دل میں سماتی
طرزِ تبسم سب کو دکھاتی
مستِ طرب برساتے جھالے

تشنہ لبوں کو پانی دیتی۔
برق سے پیہم ہنستی اکڑتی
حسن سراپا نور کا عالم
ابرِ سیہ سے کھولے کاکل
اوڑھے دوپٹہ آبِ رواں کا
غازۂ عارض جلوۂ گلشن۔
باغ نے کی پھولوں کی نچھاور
نہر آئینہ دکھانے لائی
غل ہے بادِ بہاری آئی۔
آئی اور کس ناز سے آئی
رنگِ خزاں عالم سے ہوا ہے

مژدۂ راحت جانی دیتی
آتشِ غم پر چھینٹا دیتی
سر سے پا تک حور کا عالم
پھول کا سر سے پا تک زیور
برق نے جس پر لچکا ٹانکا
آتشِ گل سے کاجل پارا
ڈالی لائے پیڑ بنا کر
غنچوں نے اپنی گٹھڑی کھولی
شاہدِ گل کی سواری آئی
پھوٹے پھول عنادل چہکے
پھولوں سے گلزار بھرا ہے

ابر سے دوڑ دوڑ چھینٹے لڑتی
سوختۂ دل کی دعائیں لیتی
مستِ جوانی محوِ تجمل
شکلِ عروسِ تازہ معطر
لب کی ہنسی ہے رنگِ سوسن
مژدہ لگایا پیارا پیارا
کنگھی شانہ بنا کر لائی۔
کشتی لائے قبائے گل کی
اپنی بہار انداز سے آئی
گلشن مہکے صحرا مہکے
دامن گلچیں دامن دامن

بھرنے لگے گلہائے گلشن

قصائد

آئیں بہاریں برسے جھالے
دل کو پڑے ہیں جان کے لالے
کوئل اپنی کوک میں بولی۔
نہر ہیں اٹھتے جوبن والے
عارضِ گل سے پردہ اٹھا۔
شوقِ رویت دیکھے بھالے
بوٹے گل رویانِ کم سن
پودھے نہالے تھالے
بانٹتی ہے نیرنگی موسم۔

نغمہ سرا ہیں گلشن والے
ابرِ بہاری جم کر برسا
آئے بادل کالے کالے
پھیلی ہیں گلشن میں ضیائیں
بلبلِ مضطر دل کو سنبھالے
سن کے بہار کی آمد آمد
پیارے پیارے بھولے بھالے
جمع ہیں عقدۂ اس گل میں
بزم میں سرخ سبز دوشالے

شاہدِ گل کا جوبن اُمڈا
خوب چڑھے ہیں ندی نالے
حسنِ شباب ہے لالہ و گل پر
شمعِ لگن ہیں سرو اور تھالے
جوشِ طبیعت روکے نہالے
ہوش سے باہر ہیں متوالے
فیضِ ابرِ بہاری پہنچا۔
سب رنگین طبیعت والے
نکہت آئی عطر لگانے۔

پھول نے ہار گلوں میں ڈالے
گاتے ہیں بل بل کے عنادل
کس سے سنبھلے کون سنبھالے
کیسا موسم پیارا موسم
تارے رخصت ہونے والے
آئی کان میں بانگِ مؤذن
ہجر کی شب کے رونے والے
عشق سراپا عجز و زاری
نیند سے چونکے سونے والے
دیکھیے بادہ کشوں کی آمد
تیرے صدقے اے متوالے
تشنگی لب سے دم ہے لبوں پر
لا اے پینے پلانے والے
رنگ پہ پھر آجائیں ترنگیں
خوب مزے گر گر کے اٹھالے
گھِرتے اٹھے ہر رخ سے بادل
آج تو حوضِ مے میں نہالے
بادہ و حسن و رنگ و گلشن
ڈالدیا صیاد کے پالے
ہجر میں بارش اور غضب ہے
جلتے ہیں اور بھی جلنے والے
اے تری قدرت دیدۂ تر کو
پڑ گئے کام و زباں میں چھالے
آئے ترس اس دکھ پہ کسی کو
زخم ہوئے چھل چھل کر آلے

پنکھے جھلنے والی نسیمیں
سہرا مبارک ہو ہریالے
آنکھ نے کیا کیا دل کو ابھارا
اس پر نورِ سحر کے اجالے
نکلے اپنے گھروں سے مسافر
چونکے مسجد جانے والے
کوئی کسی سے طالبِ رخصت
حسن و نازش رد سوالے
ساقی نے میخانہ کھولا
لب پہ دعا ہاتھوں میں پیالے
داتا آج پیالا بھر دے
پیارے کب تک ٹلنے ٹالے
گہرا سا اک جام عطا کر
لطف سرور سے روح مزالے
جب ہوں قائل تیزیِ مے کے
دل کو بڑھالے غم کو گھٹالے
ہاں آئے لغزشِ پا کے شیدا
بیخود ہیں سب دیکھنے والے
سوزِ فراق نے آگ لگا دی
پڑتے ہیں زخمی دل پر بھالے
فصلِ بہاراں صحنِ گلستاں
آنکھیں دکھائیں ندی نالے
کنجِ قفس آلامِ جدائی۔
مجھ بیکس کی کون دعا لے
جو کچھ گزری جو کچھ بیتی۔

بادل پانی دینے والے
ایسی فصل میں جوشِ طبیعت
تارِ نظر نے ڈورے ڈالے
شمعوں کے چہروں پہ سپیدی
گھر بھر کر کے خدا کے حوالے
بھولے کچھ احباب سے مل کر
درد انگیز کسی کے نالے
خواب ہوئی آنکھوں سے رخصت
سائل آئے جھولی ڈالے
خواہش مے ہے سب کی زباں پر
ہم سے فقیروں کی بھی دعا لے
شوق کو ہم بہلائیں کہاں تک
جھوم کر آئیں کیف نرالے
لغزشِ پا کے ہاتھوں بیکش
ہاتھ میں اڑ کر آئیں پیالے
پینا کیسا پلانا کیسا۔
گرتے گرتے لطف اٹھالے
ایسی فصل میں بخت نے ہمکو
آتشِ گل نے چھالے ڈالے
آگ لگاؤ ایسے مینہ کو
کوئے رقیب و راہ جھلالے
سوزِ جدائی کس کو سناؤں
گوشۂ عزلت راہ خیالے
پنجۂ وحشت تو نہ ہوا شل
کس سے کہیں دکھ بھر نیوالے

اے ظالم آے درد جدائی
دل میں چٹکی لینے والے
تیرے بس میں قید ہوئے ہیں
خاموشی کو باتیں سنالے
سب کے حامی سب کے یاور

اب تو پڑے ہیں تیرے پالے
ناؤ میں خاک کہاں سے آئی
جتنا ستایا جائے ستالے
اُن سے کرینگے تیری شکایت
جان کی راحت دل کے اُجالے

جانِ غضب میں ہیں تیرے ہاتھوں
کھانا ہے تو ظالم کھالے
ضد سے ہونٹوں کو آہ و فغاں پر
ہم ہیں جن کے ناز کے پالے
عرض کروں اب مطلع ایسا

دل سے جو خارِ الم کو نکالے

مطلع دیگر

چھائے غم کے بادل کالے
آ آے ہاتھ پکڑنے والے
خاک مری پامال ہو کب تک
پیارے اپنے در پہ بُلالے
ناری دے کر خطِ غلامی -
ہیں مرے مطلب تیرے حوالے
بگڑی بات کو تو ہی بنائے
تم نہیں کرتے ٹالے بالے
دیکھیں جنہوں نے تیری آنکھیں
شمس و قمر کے گھر کے اُجالے
آفت میں ہے غلام ہندی
سینکڑوں ہیں دُکھ دینے والے
آج ہے پیشی میں ہوں مجرم
میری بگڑی بات بنالے
گھر گھر آئے گم کے بدرا

میری خبر آ کے مدینے والے
زلف کا صدقہ تشنہ لبوں پر
نیچے نیچے دامن والے
کام کئے بے سوچے سمجھے
تجھ سے لیں جنت کے قبالے
تیرے صدقے تیرے قرباں
ڈوبتی ناؤ کو تو ہی سنبھالے
وسعتِ خوانِ کرم کے تصدق
وہ ہیں حق کے دیکھنے والے
ابرِ لطف و غلافِ کعبہ
تیری دُہائی مدینے والے
تیرے لطف ہوں میرے یاور
زیرِ دامن مجھ کو چھپالے
تورے بل بل جاؤں کھویا
جیرا کانپت کملی والے

گرتا ہوں میں لغزشِ پا سے
برسا مہر و کرم کے جھالے
پھرتا ہوں میں مارا مارا
راہ چلا بے دیکھے بھالے
تو نے احساں میرے یاور
میرے آس بندھانے والے
تم سے جو مانگا فوراً پایا
دونوں عالم تم نے پالے
تیرے عارض گورے گورے
تیرے گیسو کالے کالے
تنہا ہیں اے حامیِ بیکس
تیرا قہر عدو کو جالے
روزِ حساب اور مجھ سا عاصی
ندیا گہری نیتا ہالے
رین اندھیری دور نگریا

توری دہائی جگت اجیالے
نیناں کے بلہاری جاوے
جاکو ڈراویں ندی نالے

تن من دھن کی سدھ بدھ بسری
درسن بھیجا جو منگنا سے
اپنے حسین و حسن کے حسن کو

موری کھبریا مورے پیارے
واکو سمندر پار ہو جاوو
زہر کرب و بلا سے بچالے

قصیدہ حضرت مولانا فضل رسول صاحب قادری مجیدی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں

ساقیا کیوں آج رندوں پہ ہے تو نامہرباں — کیوں نہیں دیتا ہمیں جام شراب ارغواں
تشنہ کاموں پہ ترس کس واسطے آتا نہیں — کیوں نہیں سنتا ہے میخواروں کی فریاد و فغاں
جام کیوں اوندھے پڑے ہیں کیوں ہیں شیشوں کے بند — عقدہ لاحل بنا ہے کیوں خمِ مے کا دہاں
کیوں صدا قلقل کی مینا سے نہیں ہوتی بلند — کیوں اداسی چھا رہی ہے کیوں ہوئی سونی دکاں
کیوں ہے مُہرِ خامشی لب پر سبو کے جلوہ ریز — کیوں نہیں کھلتا مجھے کیسا بندھا ہے یہ سماں
کس قدر اعضا شکن ہے یہ خمارِ جاں گسل — ہے جماہی پر جماہی ٹوٹتی ہیں ہڈیاں
کیا غضب ہے تجھ کو اس حالت پہ رحم آتا نہیں — خشک ہے منہ میں زباں آتی ہیں پیہم ہچکیاں
آمدِ بادِ بہاری ہے گلستاں کی طرف — فصلِ گلشن کر رہی ہے کیا ہی رنگ آمیزیاں
ابر کی اٹکھیلیوں سے جوبنوں پر ہے بہار — پڑ رہی ہیں پیاری پیاری ننھی ننھی بوندیاں
چار جانب سے گھٹاؤں نے بڑھائے ہیں قدم — توسنِ بادِ صبا پر لی ہے راہِ بوستاں
جشنِ گل کا شور ہے فصلِ چمن کا زور ہے — ابر اٹھا ہے گرجتا کوندتی ہیں بجلیاں
ٹکٹکی باندھے ہوئے نرگس تماشے پر ہے لوٹ — محوِ وصفِ جلوۂ گلشن ہے سوسن کی زباں
شاخِ گل پر بلبلیں ہیں نغمہ سنجِ فصلِ گل — سرو پر بیٹھی ہوئی کرتی ہیں کوکو قمریاں
اِسقدر ہے جوش پر حسنِ عروسِ گل کہ آج — باغ میں ملتی نہیں بلبل کو جائے آشیاں
ٹھنڈی ٹھنڈی پیاری پیاری چلتی ہے بادِ نسیم — جھومتی ہیں وجد میں کیا کیا چمن کی ڈالیاں
مست و بیخود بیٹھے ہیں مرغانِ گلشن شاخ شاخ — کر رہے ہیں اپنی اپنی لے میں مدحت خوانیاں
تاکہ دیکھے گل کا جوبن نرگسِ مخمور بھی — سوتے سوتے چونک کر اٹھی ہے ملتی انکھڑیاں
دیتے ہیں غنچے چٹک کر یہ صدا ہر سمت سے — ہم بھی دیکھیں گے ذرا فصلِ بہاری کا سماں
کب ہیں یہ شبنم کے قطرے برگِ گل پر آشکار — ہیں عروسِ گل کے کانوں میں جڑاؤ پتیاں

گدگداتی ہے مرے دل کو ہوائے میکشی	آرزوئیں کر رہی کس قدر اٹکھیلیاں
حسرتیں کہتی ہیں ہم کو کس پہ چھوڑا آپ نے	خواہشیں کرتی ہیں شکوے کیوں ہوئے نامہرباں
دیر کارِ خیر میں اس درجہ کرتا ہے کوئی	ہاں خدا را ساقیا! اِرحم بحالِ نیم جاں
چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاکھ ہے	پھر کہاں ہم اور کہاں یہ دخترِ رز کی شوخیاں
پانی پی پی کر دعا دوں تجھ کو گر پاؤں مراد	دیر کیوں کرتا ہے پیارے فصلِ گلشن پھر کہاں
دے کوئی ساغر چھلکتا سا شرابِ تُند کا	بول بالا ہو ترا اے ساقیٔ حاتم نشاں
مدح کرنی ہے مجھے اک رہنما کے عرس کی	چھوڑ کر فکرِ خط و خالِ حسینانِ جہاں
واہ وا کیا عرس ہے کیا عرس ہے کیا عرس ہے	جس میں ہیں تشریف فرما غوث و ابدالِ جہاں
سر جھکائے بیٹھے ہیں حلقہ کئے سارے مرید	حالِ دل کرتے ہیں سرکارِ معلےٰ میں عیاں
ہر ادا سے انکشافِ معنی و مقصود ہے۔	ہو رہا ہے کیا لطیفوں میں عیاں سرِّ نہاں
ہے کہیں ذکرِ جلی تو ہے کہیں ذکرِ خفی	اپنے اپنے حال میں مصروف ہیں پیر و جواں
دل کے آئینوں کی صیقل ذکرِ ارّہ سے کہیں	ہیں کبھی جا ذکرِ قمری کی عیاں رنگینیاں
ضربِ اِلّا اللہ سے کرتا ہے کوئی دل کو صاف	ہے کہیں اثباتِ نفیِ غیر کا لا سے عیاں
سب کو منہ مانگی مرادیں ملتی ہیں اس عرس میں	آتے ہیں روتے ہوئے جاتے ہیں ہنستے شادماں
اِس طرف ایسی بہاریں اُس طرف حکمِ خدا	جاتی ہے سر پیٹتی اس بزم سے عمرِ رواں
کچھ خبر بھی ہے تجھے اے دل یہ کس کا عرس ہے	پائی اس محفل نے کس سے زیب و زین و عز و شاں
طالبِ مطلوبِ یزداں حضرتِ فضلِ رسول	موردِ فضلِ رسول و رحمِ خلاقِ جہاں
سالکِ راہِ حقیقت رہبرِ مقصودِ شرع	رہنمائے گمرہان و پیشوائے مرشداں
حاکمِ اصل فروع و عالمِ رمزِ اصول ۔	واقفِ حالِ حقیقت کاشفِ سرِّ نہاں
حامیِ دینِ پیمبر ماحیِ بنیادِ کفر ۔	زاہدِ زینِ عبادت واعظِ شیوا بیاں
آفتابِ چرخِ علم و ماہتابِ برجِ حلم	گوہرِ دُرجِ شرف یاقوتِ کانِ عز و شاں
شاہ دیہیمِ جلال و خسروِ تختِ کمال	نائبِ شاہنشہِ کونین فخرِ مرسلاں
انجمن آرائے شرع و شمعِ بزمِ معرفت ۔	زینتِ بستانِ فقر و زیبِ گلزارِ جناں
سیفِ مسلولِ حقیقت فارسِ مضمارِ فقر	طلعتِ شمعِ ہدایت مقتدائے سالکاں
مزرعِ اسلام کو ابرِ کرم ذاتِ جناب	خرمنِ ادیانِ باطل کو ہے برقِ بے اماں

حاضرِ عرسِ مُعلّے ہیں بہت اربابِ علم
وہ پڑھوں مطلع کہ سُن کر سُن ہوں سب اہلِ زباں

مطلع

گر کبھی فرمائے تو توحید واحد کا بیاں
کہدے ہندو ئے فلک بھی ٹھیک ہے یہ گیماں

دی خدائے پاک نے تجھ کو حیاتِ بے ممات
لا یموتوں ہے تیری شان میں اے جانِ جاں

دینِ پیغمبرؐ کو تیری ذات سے ہے تقویت
تیرے جلووں سے منور خطۂ ہندوستاں

تیرے اچھے ہونے میں کس کو رہی جائے سخن
تیرے مرشد کے ہیں مرشد حضرت اچھے میاں

ملحدوں کو بات تیری سیف ہے جبّار کی
معتقد کو قول تیرا موجبِ امن و اماں

دے جو کچھ دینا ہے تجھ کو اسکے جلدے میں مجھے
تیرے در پر لیکر آیا ہوں قصیدہ ارمغاں

ہو دعائے خیر میری دین و دُنیا کی قبول
یہ صلہ پائے شہا تیرا گدائے آستاں

اے حسن اب کر دعا اللہ سے با التجا
کیا عجب ہے گر کہے آمیں گروہِ قدسیاں

یا خدا جب تک ہے مہر و ماہ میں جلوہ گری
دہر میں قائم رہے جب تک یہ دورِ آسماں

کنجِ خلوت میں ہو جب تک زاہد گوشہ نشیں
شمع کو حاصل ہیں جب تک انجمن آرائیاں

کعبہ کے در پر ہے جبتک فرقِ زاہد سجدہ ریز
شاغلِ حمدِ خدا جب تک رہیں کرّوبیاں

جلوۂ وحدت رہے کثرت میں جب تک آشکار
صوفیوں کا دہر میں جب تک رہے نام و نشاں

مولوی عبدالقادر زیبِ سجادہ رہیں
تابعِ فرمان والا ہو ہر اک پیر و جواں

دے مدد اقوالِ والا کو کلامُ اللہ پاک
پیشِ حضرت قولِ دشمن کا ہو شاخِ زعفراں

ان کے دشمن کو ہمیشہ کلفت و کربت نصیب
جو دُعاگو ہیں رہیں فرحت نصیب و شادماں

یہ قصیدہ نذیر احمد خاں دہلوی مقلد سید احمد خاں کو لی کے قطعہ کی رو میں ہے

توانائی نہیں صدمہ اُٹھانے کی ذرا باقی
نہ پوچھو ہائے کیا جاتا رہا کیا رہ گیا باقی

زمانے نے ملائیں خاک میں کیفیتیں ساری
بتا دو گر کسی شے میں رہا ہو کچھ مزا باقی

نہ اب تاثیرِ مقناطیس حسنِ خوبرویاں ہیں
نہ اب دلکش نگاہوں میں رہا دل کھینچنا باقی

نہ جلوہ شاہدِ گل کا نہ غل فریادِ بلبل کا
نہ فصلِ جاں فزا باقی نہ باغِ دلکشا باقی

نہ جوبن شوخیاں کرتا ہے اونچے اونچے سینوں پر
نہ نیچی نیچی نظروں میں ہے اندازِ حیا باقی

کہاں وہ قصرِ دلکش اور کہاں وہ دلربا جلسے
نہ اُسکا کچھ نشاں قائم نہ اُس کا کچھ پتا باقی

کہاں ہیں وہ چلا کرتے تھے جنکے نام کے سکّے
نشاں بھی ہے زمانہ میں اب اُنکے نام کا باقی

کہاں ہیں وہ کہ جن کے دم سے تھے آباد لاکھوں گھر
خدا شاہد جو اُن کی قبر کا بھی ہو پتا باقی

شجاعت لپنے سر پر ڈالتی ہے خاک میداں کی
نہ کوئی صف شکن باقی نہ کوئی سورما باقی

سحر جا کر اُسے دیکھا تو سنّاٹا نظر آیا۔
وہ محفل جسمیں شب کو تھی نہ تل رکھنے کی جا باقی

نہ کل تک نیند آتی تھی جنہیں بے فرشِ گُل سے کل
نہیں آج اُن عزیزوں کے گھروں میں بوریا باقی

جنہیں سب جانِ جاں کہتے تھے جن پر جان جاتی تھی
فنا کے ہاتھ سے کیونکر رہی اُن کی بقا باقی

مبارک دل مبارک آرزو ہے حکم عنقا ہیں
نہ اب وہ دل ہی باقی ہے نہ دل کا مدعا باقی

خدا ہی جانے کیا کُل ہوئے کس کس طرح مٹّی
خبر کی جب خبر پائیں کہ ہو کچھ سبب رہا باقی

کسی کو ذکر کرتے بھی نہ دیکھا اُن کا عالم میں
زبانِ حال پر شاید ہو کچھ یہ ماجرا باقی

عبث ہم یاد کر کے رو رہے ہیں آج پہلوں کو
ہمیں کل روئیں گے پچھلے اگر ہے یہ فنا باقی

یہ دو آنکھیں ہیں رونا سینکڑوں کم رہتیں ہیں کسکو
یہ اک دل غم بہت پھر ہم نبھائینگے کیا باقی

یہ مطلب ہے کہ ان باتوں سے مطلب ہی نہ رکھیں ہم
ہمیں کیا مرگیا کوئی کہ کوئی بچ رہا باقی

جو کوئی مرگیا تو حکم ہی سے جان دی اُس نے
جو کوئی بچ رہا تو حکم ہی سے بچ رہا باقی

یہ جینا کیا مرے گر آج تو کل دوسرا دن ہے
مریں اُس زندگی پر جو رہے بعدِ فنا باقی

وہ پیاری زندگی کیا ہے یہی اسلام کی دولت
یہ ہے وہ بے بہا نعمت رہے جو دائما باقی

فنائے تاب مہر و ماہ ہے روشن زمانے پر
مگر اُس کا اجالا رات دن ہے ایک سا باقی

یہ سچ ہے ضعف کی حالت میں ہے اسلام بیشک ہے
مگر اب بھی ہے اس کی اگلی شوکت جا بجا باقی

ابھی بُرجوں کے گرنے کی چلی آتی ہیں آوازیں
ابھی تک کو شکِ کسریٰ میں ہے وہ زلزلہ باقی

چمکتی ہیں ابھی تک بدر کے میدان میں تیغیں
نگاہوں میں ہے اب تک بجلیوں کا کوندنا باقی

مسلماں قبر میں بھی ہیں فدا صدیق اکبرؓ پر
ابھی تک یہ اثر ہے حُبِّ یارِ غار کا باقی

ابھی تک خاک کے نیچے بہادر کانپ اُٹھتے ہیں
ابھی تک صولتِ فاروق کا ہے دبدبا باقی

غنی کی شرم کے جلوے مسلمانوں کے دلمیں ہیں
مسلمانوں کی آنکھوں میں ہے اب تک وہ حیا باقی

ابھی ہیں نعرہائے شیرِ حق کی گونج کانوں میں -
ابھی ہے ہیبتِ مرحب کش و خیبر کشا باقی

مسلمانوں کی تلواروں نے جو قبضے بٹھائے ہیں
رہیگا اُن کا پھل ان باغیوں پر دائما باقی

بیانِ شوکتِ اسلام پورا ہو نہیں سکتا -
فنا ہو جائیں گے ہم ذکر یہ رہ جائیگا باقی

مٹائیں شوق سے اسلام کو اسلام کے دشمن
وہ خود مٹ جائینگے اور یہ رہیگا دائما باقی

اگرچہ اس کی تلواروں نے بے گنتی ہی چھانٹے ہیں
مگر بدخواہ اس کے پھر بھی ہیں بے انتہا باقی

قدم رکھیں تو رکھیں پھونک کر اسلام کے رہرو
ابھی منزل میں ہیں کانٹوں کا کھٹکا جابجا باقی

مٹایا چاہتے ہیں دین کو ایمان کے دشمن
ابھی مرسٹ کے ہیں شیطان سے بے انتہا باقی

کہیں تقلید کے انکار پر تنو سنو دلیلیں ہیں
کہیں دعوے نہ چھوڑینگے درود و فاتحہ باقی

کہیں پابند دونوں ہاتھ کا وفعِ یدین اب تک
کہیں بالجہر آمیں پر ہے فریاد و بکا باقی

کسی جا بعد مُردن خاک کہہ دینا اکابر کو
کہیں توہینِ قبرِ انبیاء و اولیا باقی

کسی جا یا رسول اللہ پر ہے شرک کا فتوےٰ
کہیں کوشش نہ ذکرِ استمداد کا باقی

کہیں تسلیم پر شش مثل کے انکار سے منکر
کہیں تفہیم پر امکانِ کذبِ کبریا باقی

طریقِ ذکرِ محبوبانِ حق پر حجتیں قائم
جوازِ محفلِ میلاد پر چون و چرا باقی

لڑے جاتے ہیں ہوتے پر کٹے مرتے ہیں بکرے پر
ذرا دیکھیں تو ہے ایمان کا بھی کچھ پتا باقی

انھیں بیکار باتوں پر جھگڑ کر یہ ہوا حاصل
بجائے دین و ملت صرف جھگڑا رہ گیا باقی

یہانتک باغیوں نے فرع میں شاخیں نکالی ہیں
کہ اُن کی اصل میں اب کچھ نہیں غیر از خطا باقی

تبرے کی کہیں بوچھاڑ یارانِ پیمبر پہ
کہیں آلِ نبی سے ہے تعلق رنج کا باقی

یزیدا اس کام کو اک سال کر کے نار میں پہنچا
یہاں ہیں سینکڑوں سالوں سے نقلِ کربلا باقی

وہ پردیسی مسافر تخت سے اُن کو غرض مطلب
الٰہی پھر نمونہ ہے یہ کس کے تخت کا باقی

یہ تاشے باجے کب تھے سیدِ مظلوم کی جانب
کہ جنکا جاہلوں میں ہے ابھی تک پیٹنا باقی

کہاں تک فتح ظالم کی بنائی جائیگی صورت
شہِ مظلوم سے کینہ رہیگا تا کجا باقی

محبت کا ہے دعوےٰ آل سے پر دیکھنا یہ ہے
عداوت کا دقیقہ کوئی ان سے رہ گیا باقی

توہّب ل اور تشنیع سے ہوا جو کچھ ہوا لیکن ۔۔ نہ رکھا نیچریت نے ذرا تسمہ لگا باقی

اگر دعوٰے سے بر احتیاج حجت ہے تو سن لیجے
کلام اُس کا نہیں جس کو غمِ روزِ جزا باقی

اشعار مسٹر نذیر احمد مع ردّ

مسیحا کون سیّد پکارے سب میں کہتا ہوں	قال	صد و سی سال رکھیو اور اُس کو اے خدا باقی
مسیحا کہتے جاؤ اور جینے کی دُعا مانگو	اقول	مگر ہے اپنے مذہب پر تمہیں غم دار کا باقی
مسیحا پھر بنانا پہلے کھودو اس رسولی کو		ابھی تو ہے اُسے اپنا علاج اپنی دوا باقی
نہیں زیبا بتائے کوئی بُلبُل اپنے اُلو کو		رہے جس وقت تک وہ صورتِ نکبت فزا باقی
بھلا ہے یا بُرا یہ جانے یا اس کا خدا جانے	قال	مگر ہے کوئی اس کی شان کا اِس کے سوا باقی
نبی اسکو کہا تم نے خُدا اسکو بنا لیتے	اقول	جو ہوتا کوئی اس انداز کا اِس کے سوا باقی
تمہاری فکرِ نازک میں وجود اس کا جو قائم ہو		تم آپ ہی جان لو اک اور ہے اس رنگ کا باقی
عقائد کسی کے دخل دینے کی ضرورت کیا	قال	قیامت کو بھی رہنے دوگے کوئی فیصلہ باقی
عقائد سے کسی کے بحث کیا اتنے ہی کہتے پر	اقول	ذرا اے پردہ والے دیکھ کچھ پردہ رہا باقی
بظاہر بھولی باتیں اور باطن میں غضب گھاتیں		ابھی دنیا میں ہیں عیار نادانی نما باقی
یہی اک فردِ اکمل ہے کہ جس کو دیکھ کر جانا	قال	ہماری ناؤ کا [illegible] ناخدا باقی
تمہارے ناخدا نے ڈوبتو گنگا اٹھائی ہے	اقول	نہ چھوڑے گا نہ چھوڑے گا یہ بیڑے کا پتا باقی
تم اپنی ناؤ کا لنگر اگر اُس کو تھما بیٹھے۔		سمجھ رکھو کہ بس اب ڈوبنا ہی رہ گیا باقی
جزاک اللہ خیرا قوم کی اصلاح حالت میں	قال	دقیقہ ایک بھی تُو نے نہیں رکھا اُٹھا باقی
کریگا دین میں جو شر نہ ہرگز خیر پائے گا ۔	اقول	عبث رکھتے ہو تم میرے خُدا سے آسرا باقی
رہی اصلاح اُسکی کیفیت صورت سے ظاہر ہے		کہیں ہے چکنے گالوں پر محاسن کا پتا باقی

ل میرے پیارے سُنّی بھائی ضرور خیال فرمائینگے کہ ندوہ مخذولہ کی خبر نہ لی گئی۔ اسکی نسبت مجھے اسقدر عرض کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ قصیدہ ندوۂ ہند کی پیدائش سے پہلے کا عرض کیا ہوا ہے اور اگر غور کی نظر سے ملاحظہ فرمائیں تو جس طرح ندوہ کا رد سب بدمذہبوں کا رد ہے اسیطرح انکا رد اُس کا رد تو اس حالت میں ضمناً نہیں اس اعتراض سے بری ہو چکا ۱۲ حسن

خدا نے تم کو پہنچایا ہے اُن اعلیٰ مراتب پر	قال	فزوں تر جن سے اب کوئی نہیں ہے مرتبہ باقی
طریق مختصر پر گر ترے القاب یک جا ہوں		تو مشکل کہ ابجد میں رہے حرف ہجا باقی
معاذ اللہ الوہیت پہ تم نے مہربانی کی ۔	اقول	خدا نے تجھ کو کہکر رکھ لیا یہ مرتبہ باقی
جو سچی ہجو سچے عیب لکھے کوئی کولی کے		بہت مشکل ہے رہجائے کوئی حرف ہجا باقی
مگر معلوم ہے تجھ کو مسرت کچھ نہیں اس کی	قال	کہ تو ہے دردمندِ قوم اور تیرا گلہ باقی
ہو اُسکے واسطے دنیا بہشت اسکو الم کیا ہے	اقول	غلط بالکل غلط اب بھی ہو کچھ اس کا گِلہ باقی
محالِ عقل ہے تجھ کو اِس دنیائے فانی میں	قال	سوائے قوم کوئی آرزو یا اِلتجا باقی
محالِ عقل ہی بیشک کہ اب دنیا میں کولی کو	اقول	سوائے زر ہو کوئی آرزو یا اِلتجا باقی
سنہو بیدل اور اپنی ہی کیئے جا صرف ہمت لیس	قال	کہ سب کے سر پہ اب تو ہی ہے اک بوڑھا بڑا باقی
تمھیں انکار ہے جسکا یہ اُس کا اِک خلیفہ ہے	اقول	وہ اِس بوڑھے کے سر پر بھی ہی اِک بوڑھا بڑا باقی
اگر انعام کی تجھ کو توقع ہے تو باور رکھ	قال	خدا کے پاس ہے تیری جزا تیرا صلہ باقی
خدا اُس سے مسلمانوں کو اپنے حفظ میں رکھے	اقول	خدا کے پاس ہے اُس کے لئے جو کچھ صلہ باقی
تجھے روئیگی سر پر ہاتھ رکھ کر قوم بد قسمت	قال	اور اُسکو دیکھ لیگا جو کوئی جیتا رہا باقی
کہو عیسے صد وسی سال جینے کی دعا مانگو	اقول	پھر اُسکی لاش پر رونیکا بھی ہے آسرا باقی
سنو ویں کار گر گر لاکھ تدبیریں تو کیا پروا	قال	ابھی سب سے بڑی باقی ہے تدبیر دعا باقی

اقول	طویلہ میں اگر لتیاؤ کی ٹھیری غضب آیا وہ منکر ہے دعا کا آپ کے لب پر دعا باقی

اختتام ردّ اشعار مسٹر و آغاز حال پیر نیچر و مقلدان پیر نیچر

اسے کہتے ہیں خضرِ قوم بعض احمق زمانے میں		یہ وہ ہے آٹھ سو کم کرکے جو کچھ رہ گیا باقی
مزارِ پیرِ نیچر سے بھی نکلے گی صدا پیہم		چڑھا جاؤ گرہ میں ہو جو کچھ پیسا ٹکا باقی
نئی ہمدردیاں ہیں لوٹ کر ایمان کی دولت		نہ چھوڑا قوم میں افلاس عقبےٰ کے سوا باقی
ظروفِ میکدہ توڑے تھے چنگر محتسب نے سب		الٰہی رہ گیا کس طرح یہ چکنا گھڑا باقی
مریدوں پر جو پھیرا دستِ شفقت پیر نیچر نے		نہ رکھا دونوں گالوں پر بھی بال کا باقی
مسلماں بن کے دھوکے دے رہا ہے اہلِ ایماں کو		یہی ہے ایک پہلے وقت کا بہروپیا باقی

غضب ہے نیچری حسنِ خرد پر ناز کرتے ہیں — نہیں کیا شیر پور میں کوئی ان کے جوڑ کا باقی
علی گڑھ کے سفر میں صرف کردی دولتِ ایماں — بتاؤ مجھ کو زیر تو باقی کیا رہا باقی
گیا ایمان تو داڑھی بھی پیچھے سے روانہ کی — پرانے رنگ کا اب کیوں رہے کوئی پتا باقی
بپا بوٹے بہ بر کوٹے و بر سر سرخ سرپوشے — کہو اب بھی مسلماں ہو نہیں کچھ رہ گیا باقی
عقب میں ہے اگر کُتّا تو پھر میں کیا کہوں کیوں ہو — جو آگے ہے تو ان کا ہے یہی اک پیشوا باقی
مشائخ تو مشائخ ہیں کرامت تو کرامت ہو — انہوں نے انبیاء میں بھی نہ رکھا معجزا باقی
یہ منکر اُس کے منکر اُسکے منکر سب کے منکر ہیں — سمجھ لیجے کہ سارے کلمہ میں ہے حرف لا باقی
رسولی کو رسالت کی سند سمجھے ہیں کیا جاہل — نہ رکھا جو نبی کہنے میں کوئی مرحلہ باقی
گیا تو پارسل ایمان کا سی ۔ ایس ۔ آئی کو — پر اُس کے ٹوٹنے کا دل میں اندیشہ رہا باقی
لگائی احتیاطاً چار جانب آڑ داڑھی کی — اور اتنے وزن کی محصول میں تھی نہ بھیجا باقی
عجب ہے نیچری بیوقت کی کیونکر اڑاتے ہیں — اگر تم نے چری دیکھو نہ پاؤ گے صدا باقی
جو مرغی کے گلے کا گھونٹنا جائز سمجھتے ہیں — انہیں پھر حرمت و حلت سے کیا مطلب رہا باقی
چھری کا ناپ لیتے مردار مرغی سے جو لڑتے ہوں — پھر ایسوں کی شجاعت میں رہا کیا مرحلہ باقی
الٰہی نیچریت ہے کہ کوئی بالخوارہ ہے — سرِ مو بھی نہ رکھا جس نے داڑھی کا پتا باقی
جسے تکتی تھیں وقت بذلہ سنجی مجبر ذوبیں سب — سوائے ڈیم فول اُس منہ میں اب کچھ بھی نہ رہا باقی
علم ان کے مسلمانوں کے ہیں اور ان سے لٹا ہر ہے — برائے نام اب اسلام ان میں رہ گیا باقی
ڈل نے مذہب و ملت سے غفلت میں رکھا کیا کیا — نہ یادِ کبریا باقی نہ ذکرِ مصطفےٰ باقی
قریب پاس جاکر دور ایماں سے ہوئے اکثر — جو دور اس پاس سے ہیں پاسِ دیں ان کو رہا باقی
رلی ہے زک پہ زک بدمذہبوں کو اہلِ سنت سے — مگر اب بھی ہے وہ جرأت وہ ہمت حوصلہ باقی
اگر ایمان رکھتے ہوں تو وہ ایماں سے کہہ دیں — جو دل میں منتفی آنکھوں میں ہو شرم و حیا باقی
ثبوتِ حق میں اہلِ حق نے تحقیقات کی کیا کیا — کوئی ابراد کوئی شبہ کوئی شک رہا باقی
معاند اہلِ سنت پر اگر پا جائیں گے قابو۔ — مسلمانی کا عالم میں نہ چھوڑینگے پتا باقی

حسن پہلے تو کرتا ہے دعا ان کی ہدایت کی
نہ ہو منظور تو ان کو فنا فرما دے یا باقی

اشعارِ متفرقات

یہ رحمت ہے کہ بیتابانہ آئینگے قیامت میں
جو غل پہنچا گرفتارانِ اُمت کے سلاسل کا

دیگر

نہ ہے جمالِ حق نما بارہ اماموں کا جمال
اس مبارک سال میں ہے ہر مہینہ نور کا

دیگر

فلک ہفت آسماں کے جبہ سا ہیں
تعالے اللہ یہ رتبہ آستاں کا

الٰہی روشن ہوں میرے دل کی آنکھیں
جو سُرمہ ہو غبار آستاں کا

حسن ہم کو نہیں خوفِ معاصی
سہارا ہے شفیعِ عاصیاں کا

دیگر

خوفِ محشر سے ہے فارغ دلِ مضطر اپنا
کہ ہے محبوبِ خدا شافعِ محشر اپنا

دیگر

داغِ دل یادِ دہانِ شہ میں مرجھائینگے کیا
جنکو دیں کوثر سے پانی گُل وہ کمھلائیں گے کیا

جس قدم کا عرش پامالِ خرامِ ناز ہو
اُس کے نیچے موم یہ پتھر نہ ہو جائیں گے کیا

جنکی پیاری اُنگلیوں سے نُور کے چشمے بہے
اُن سے عصیاں کے سیہ نامے نہ دُھل جائیں گے کیا

کوثر و تسنیم کس کے ہیں ہمارے شہ کے
حشر کے دن پھر ہمیں پیاسے بھی رہجائیں گے کیا

دیگر

کیا بیاں ہو عزّ و شانِ اہلِ بیت
کبریا ہے مدح خوانِ اہلِ بیت

دیگر

لاش میری ہو پڑی یارب میانِ کوئے دوست
پڑتی ہو اُڑ اُڑ کے گردِ رہروانِ کوئے دوست

دیگر

مولٰے دکھا دو جلوۂ دیدار الغیاث
بے چین ہے بہت دلِ بیمار الغیاث

دیگر

کیا خوف ہو خورشیدِ قیامت کی تپش کا
کافی ہے ہمیں سایۂ دامانِ محمّد

ہوتے ہیں فدا مہر و قمر حسنِ بیاں پر
پڑھتا ہوں جو مدح رُخِ تابانِ محمّد

دیگر

رنگِ چمن آرائی اُڑانے کی ہوا میں
چلتی ہے صبا دامنِ مولٰے سے لپٹ کر

دیگر

رو رہا ہوں یادِ دندانِ شہِ تسنیم میں
عین دریا میں ہے مجھ کو آبِ گوہر کی تلاش

سایۂ نخلِ مدینہ ہو زمینِ طیبہ ہو
تختِ زریں کی مجھے خواہش نہ افسر کی تلاش

چھوڑ کر خاکِ قدم اکسیر کی خواہش کرے
خاک میں ملجائے یارب کیمیا گر کی تلاش

ان لبوں کی یاد میں دل کو فدا کیجے حسن
لعل پتھر ہیں کریں ہم خاک پتھر کی تلاش

دیگر

ہے شادیٔ تجلیٔ جاناں مآلِ عشق
کیونکر نہ ہو خوشی سے گوارا ملالِ عشق

لا پھول ساقیا کہ گُل داغ کھل گئے
آئی ہے جوبنوں پہ بہارِ جمالِ عشق

جس کو یہ سرافرازی سردار ہو نصیب
کیا کیا بیان کیجیے اوجِ و کمالِ عشق

مدہوشیوں کے لطف اُٹھاؤں میں آہ حسن / دل پر مرے گرے کہیں برقِ جمالِ عشق

دیگر

شمس العظما امامِ اعظم / بدر الفقہاء امامِ اعظمؓ

مقبول جنابِ مصطفائیؐ / محبوب خدا امامِ اعظمؓ

چالیس برس نہ سوئے شب بھر / تاج العرفا امامِ اعظمؓ

گمراہ ہوں کس طرح مقلد / ہیں راہنما امامِ اعظمؓ

دیگر

کیا کہوں کیا ہیں مرے پیارے نبیؐ کی آنکھیں / دیکھیں ان آنکھوں نے نورِ ازلی کی آنکھیں

نیم وا غنچۂ اسرارِ الٰہی کہیے / یا یہ ہیں نرگسِ باغِ ازلی کی آنکھیں

دُھل گئی ظلمتِ اعمال پڑی جس پہ نظر / عین رحمت ہیں شہِ مطلبی کی آنکھیں

چشمِ بد دُور عجب آنکھ ہے ماشاء اللہ / ہم نے دیکھیں نہ سُنیں ایسی کسی کی آنکھیں

دیگر

کس کا جلوہ نظر آیا مجھکو / آپ میں دل نے نہ پایا مجھکو

لب و حسنِ نمکین کے آگے / نمک و قند نہ بھایا مجھکو

اے مرے ابرِ کرم ایک نظر / آتشِ غم نے جلایا مجھکو

جب اُٹھا پردۂ غفلت دل سے / ہر جگہ تو نظر آیا مجھکو

پردہ کُھل جائیگا محشر میں مرا / گر نہ دامن میں چھپایا مجھکو

کیوں کُھلی رہتی ہے چشمِ مشتاق / کون ایسا نظر آیا مجھکو

کیا کہوں کیسی وہ صورت تھی حسن / جس نے دیوانہ بنایا مجھکو

دیگر

گلو! دیکھو ہمارے گل کی نکہت ہو اور ایسی ہو / قمر میری نظر سے دیکھ طلعت ہو اور ایسی ہو

شہا نامِ خدا تیرا تو کیا کہنا کہ خالق کو / ترے پیرو بھی پیارے ہیں محبت ہو اور ایسی ہو

دیگر

یارب وہ دل دے جسمیں کسی کی ولا نہ ہو / غیرِ خدا نہ ہو کوئی جز مصطفےٰ نہ ہو

صورت بنائی حق نے تری اپنے ہاتھ سے / پیارے ترا نظیر نہ پیدا ہوا نہ ہو

اے بوالہوس نصیب تجھے کیمیا کہاں / جب تک تو خاکِ پائے حبیبِ خدا نہ ہو

یارب وہ نخل سبز رہے جسکی شاخ میں / جز داغِ عشق اور کوئی گل کھلا نہ ہو

دیگر

معاذ اللہ اس دل کو عذابِ حشر کا غم ہو / کہ جس کا حامیِ دیں یاور جنابِ غوثِ اعظمؓ ہو

لبِ جاں بخش نے دی جانِ تازہ دین و ایماں کو / محی الدین نہ کیونکر پھر تمہارا اسمِ اعظم ہو

چلا دیتے ہو مُردوں کو دلِ مُردہ جِلا دیجے / تم اس اُمت میں شاہا یادگارِ ابنِ مریم ہو

اصحابِ پاک ہیں ہی شمارِ معاویہ　　دیگر　　کیونکر بیاں ہو عزّ و وقارِ معاویہ

آپ ہیں ختم رسل ختم رسالت مہر ہے　　دیگر　　آپ آئینہ ہیں وہ تصویر پشت آئینہ

گر رسالت کی گواہی چاہتے ختم رسل　　بول اٹھا طوطی تصویر پشت آئینہ

غُبار بیکساں کو کوئی پہنچادے مدینہ تک　　دیگر　　لپٹتا ہے ہر اک دامن سے سب کے پاؤں پڑتا ہے

فانی فانی ہستی فانی　　دیگر　　باقی باقی باقی فانی

ہستی کی پھر ہستی کیا ہو　　ٹھیری جب یہ نِتا بھی فانی

نفس کا فرناز ہے کس پر　　ہے سب رام کہانی فانی

میرا تیرا کب تک پیارے　　ہیں بھی فانی تو بھی فانی

طعمۂ خاک ہیں شاہ گدا سب　　تخت و تاج و گدائی فانی

نیست ہیں یہ سب مجنوں عاقل　　صحرا فانی بستی فانی

دیکھ لے حالِ حباب و شرر کو　　دم میں ہو گئی ہستی فانی

ایک بقا ہے ذاتِ خدا کو　　باقی ساری خدائی فانی

قولِ حسن سُن قولِ حسن ہے
باقی باقی فانی فانی ۔

تواریخ

تاریخ طبع نتیجۂ فکر عرش پیما عالیجناب اعلیٰحضرت مجدد مائۃ حاضرہ قبلہ و کعبہ مولانا مولوی حاجی محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قوتِ بازوئے من سنّی نجدی فگن ۔　　حاج و زائر حسن سلمہٗ ذوالمنن

نعت چہ رنگیں نوشت شعر خوش آئیں نوشت　　شعر نگو دیں نوشت دور ز ہر ریب و ظن

شرع ز شعرش عیاں عرش بہ بیتش نہاں ۔　　سنّیہ را حرز جاں نجدیہ را سر شکن

قلقل ایں تازہ جوش بادہ بہنگام نوش	نور فشاند بگوش شہد چکاں در دہن
کلک رضا سالِ طبع گفت بہ افضالِ طبع	زانکہ ز اقوالِ طبع کلک بود نغمہ زن
اوج بہیں مجمدت ۱۳۲۶ھ جلوہ گہہ مرحمت	عاقبت عاقبت ۱۳۲۶ھ باد نوائے حسن
باد نوائے حسن ۱۳۲۶ھ بابِ رضائے حسن	بابِ رضائے حسن ۱۳۲۶ھ باز بہ جلب منن
باز بہ جلب منن ۱۳۲۶ھ بازوِ بخت قوی	بازوِ بخت قوی ۱۳۲۶ھ نیک حجاب محن
نیک حجاب محن ۱۳۲۶ھ فضل عفو و نبی	فضل عفو و نبی ۱۳۲۶ھ حبل وی و حبل من

ولہ زید مجدہ

نعتِ حسن آمدہ نعتِ حسن ۱۳۲۶ھ	حسن رضا باد بریں سلام ۱۳۲۶ھ
انّ من الذوق لسحر ہمہ ۱۳۲۶ھ	اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃ تمام ۱۳۲۶ھ
کلک رضا داد چناں سال آں ۱۳۲۶ھ	یافت قبول از شہِ راس الانام ۱۳۲۶ھ

مختصر تذکرہ حضرت مصنف نوّر اللہ مرقدہٗ السامی از شاعرِ گرامی جناب حکیم سیّد برکت علی صاحب نامی بریلوی

سرگذشتِ عہدِ گل را از نظیری بشنوید ❖ عندلیب آشفتہ تر میگوید ایں افسانہ را

آہ چمنستانِ سخن کا وہ سرسبز و شاداب گلشن جس میں طرح طرح کے غنچے تر و تازہ نظر آتے تھے ۔ آج ایک کملایا ہوا پھول بصد حسرت و حرمان نظر آرہا ہے کہ زمانے کے ناگوار صدموں سے مرجھا گیا ہے ۔ آہ ! یہ پھول کونسا ہے ۔ یہ حضرت اُستاذی حسن بریلوی ہیں جن کے کمالِ سخن کی خوشبوؤں سے چمنِ شاعری مہک رہا تھا ۔ جن کی رنگینیِ کلام کی سرسبز و شاداب شاخیں میدانِ سخن کو گھیرے ہوئے تھیں ۔ جن کے محاورات کی بندشیں عالم و عالمیان کو اپنا وارفتہ بنائے ہوئے تھیں ۔ اور کیوں نہ ہوتے آخر کس کیاری کے پھول تھے ، کس چشمہ سے سیراب ہوئے تھے ۔ یہ اپنے پدرِ بزرگوار اعلیٰ حضرت امام العلماء حضور سیدنا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب قدس سرہ العزیز کے خزائن علم و عقل سے مستفیض اور جواہر معانی و فضل سے بہرہ ور تھے ۔ اور سرچشمہ سخن فصیح الملک بلبل ہندوستان حضرت اُستاد داغ دہلوی مرحوم کی نہروں سے اپنے گلستانِ شاعری کے پودوں کو سینچا تھا ۔ ایک مدت تک ریاست رام پور میں رہ کر اُستاد کے گلشنِ سخن سے گل چینی فرماتے رہے ۔ اور بریلی آکر اپنے اخی معظم مرکز دائرہ علوم مجدد مائۃ حاضرہ عالمِ اہلسنت حضرت مولینا مولوی حاجی مفتی جناب محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ دام اللہ

تعالےٰ برکاتہم وافضالہم کی صحبت سے فیض معنوی حاصل کیا کیئے۔ غرض ۲۲ ربیع الآخر ۱۲۷۶ھ سے ۳۔ شوال ۱۳۲۶ھ تک اسی گھر میں نشو و نما پائی۔ اللہ اللہ خوش قسمتی دیکھیے کہ سنِ رحلت سے ایک ہی سال پہلے حج بیت اللہ کے اہم فرض کو پورا کرکے اپنے اندر سچے اور پاک قلب کو زیارتِ حرمین طیبین کے چمکتے ہوئے نور سے منور کیا۔ اُس سچے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی سچی محبت نے اُن کے دل پر ایسا گہرا اثر کیا کہ واپس آکر دنیوی کاموں کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھا۔ آتے ہی اُن کے جذبِ محبت نے اُن کو طبع دیوانِ نعت پر آمادہ کر دیا۔ اور اشاعت شروع کرادی۔ انشاء اللہ العظیم سرکارِ کریم سے وہ حسنِ قبول فرمایا کہ دورانِ طبع ہی میں یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ کا حکم پہنچا وہ تو اچھے تھے اور انشاء اللہ الکریم بہت اچھے رہے۔ مگر مہجوروں پر گذری جو گذری۔ اُف اس قیامت خیز سین کو ناؔمی محزون کے قلم و زبان کے دل میں کہاں قوت جو کچھ بھی لکھ سکے۔ لہٰذا سلسلہ مضمون کو اسی وعدہ پر ناتمام چھوڑ کر رخصت ہوتا ہے۔ کہ اس کے بعد کسی موقع پر مضمون پورا کر دیا جائے گا۔

تاریخ وفات حضرت مصنف

از نتیجہ طبع گرامی حکیم سید برکت علی صاحب ناؔمی تلمیذ مصنف

ناؔمی خستہ نہ نالم بچہ رو	کوہ افتاد دریغا افتاد
دلم از فرقتِ استادم سوخت	از لبم چوں نہ برآید فریاد
ہر کہ پرسید زمن باعثِ غم	گفتمش سوئے جناں رفت استاد
سالِ فوتش ز چہ ایم چہ پسید	دیگر امروز نمیدارم یاد ۱۳۲۶ھ

تمت

مکتبہ رضویہ
نیو روڈ شاہ اشرف آرام باغ